

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حیات وخدمات

از قلم

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اهل السنۃ والجماعۃ سرگودھا پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں مسلمان بنایا۔ اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ و نظریہ ہے کہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جس مقام پر چھوڑ کر گئے تھے اس مقام سے آپ رضی اللہ عنہ نے آگے کا سفر شروع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی حیاتِ نبوت کی آئینہ دار تھی: علم و عمل، تقویٰ وللّٰہیت، طور طریقے، عادات و اخلاق، سلوک و احسان، سفر و حضر، نشیب و فراز، مصائب وآسائش، جنگ و امن۔ الغرض ہر شعبہ زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرصع نگاری کے انمول شاہکار اور کمالات نبوت کے عکاس تھے۔

ولادت:

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہ فیل سے تین سال بعد 573ء میں ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ دو سال چندماہ چھوٹے ہیں۔

فوائد نافعہ از مولانا محمد نافع: ج1ص22

نام مبارک:

زمانہ جاہلیت میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام "عبد الکعبہ" تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام "عبد اللہ" تجویز فرمایا۔

اسد الغابۃ لابن اثیر: ج1ص638

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آسمانی نام:

امام محب الدین ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: هَبَطَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَلِيًّا بِنَاحِيَةٍ فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَقَالَ: يَا جِبْرِيْلُ! أَوَتَعْرِفُوْنَهُ فِي السَّمَاءِ؟ فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَهُوَ فِي السَّمَاءِ أَشْهَرُ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اسْمَهُ فِي السَّمَاءِ "الْحَلِيْمُ".

ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ لمحب الدین الطبری: ج1ص71

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کافی دیر (اس جگہ کے) ایک کنارے پر کھڑے رہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: اے محمد! یہ تو ابوقحافہ کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! کیا تم اسے آسمانوں میں جانتے ہو؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے حضرت ابو بکر تو آسمانوں میں زمین سے زیادہ شہرت کے حامل ہیں اور انہیں

آسمانوں میں "حلیم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

فائدہ: حلیم کہتے ہیں زیادہ حوصلہ مند انسان کو۔

سلسلۂ نسب:

آپ کے والد ماجد ابو قحافہ کا نام عثمان تھا، جن کا تعلق بنو تیم قبیلہ سے تھا۔ نسب مبارک اس طرح ہے:

ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فِہر القَرشی التیمی۔

جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر سلمٰی تھا۔ ان کا نسب مبارک اس طرح ہے:

سلمٰی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

کنیتِ وصفی:

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بکر ہے یہ کنیت وصفی ہے۔ وصفی کا معنٰی یہ ہے کہ آپ کو ابو بکر آپ کی اولاد میں کسی کا" بکر" نام ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے کام کی وجہ سے کہا جاتا ہے اس کا معنی ہے پہل کرنے والا۔ لغت کی معروف کتاب المنجد میں ہے:

اَلْبِکْرُ: ہر فعل کہ اس جیسا اس سے پہلے نہ ہوا ہو۔

اَلْبَاکُوْرَۃُ: پہلا میوہ

اَلْمُبْکِرُ: موسم بہار کی پہلی بارش۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں:

اسی سے "ابو بکر" ہے جس کا معنی ہے ہر (نیک) کام میں پہل کرنے والا۔

1: اسلام قبول کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

2: دعوت اسلام دینے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

3: مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے بعد مسجد بنانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

4: اسلام کے لیے مصائب سہنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

5: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

6: غلاموں کو آزاد کرانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

7: یتیموں کی مدد کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

8: امیر حج بنائے جانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

9: مصلٰی نبوت پر امامت کرانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

10: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت امت کو تسلی دینے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

11: خلافت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

12: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

13: منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

14: مرتدین کے خلاف جہاد کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

15: مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

16: قرآن کریم کو جمع کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

17: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روضہ مبارکہ میں سب سے پہلے آرام فرمانے میں بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

القاب:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے القاب؛ صدیق، عتیق، امیر الشاکرین اور اواہ ہیں۔ ان میں پہلے دو زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

صدیق (بمعنیٰ سچا ترین انسان):

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ فَارْتَدَّ نَاسٌ فَمَنْ كَانَ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ. وَسَعَوْا بِذٰلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوا: هَلْ لَكَ إِلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: أَوَ قَالَ ذٰلِكَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ قَالُوا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ قَالَ: نَعَمْ. إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث: 4407

ترجمہ: صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی۔ دوسرے دن صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے لوگوں کو بتلایا کچھ لوگ منکر بن کر مرتد ہو گئے جو بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر تصدیق کر چکے تھے۔ وہ بھاگتے بھاگتے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: آپ کے دوست (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی ہے کیا آپ اپنے دوست کی تصدیق کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے واپس آ گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی بالکل! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس خبر کے بارے میں بھی کرتا ہوں جو اس سے زیادہ بظاہر بعید از

عقل ہے۔ میں تو صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب "صدیق" مشہور ہو گیا۔

لقب "صدیق" آسمان سے نازل ہوا:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:360ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي يَحْيَى حُكَيْمِ بْنِ سَعْدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَحْلِفُ : لَلّٰهُ أَنْزَلَ اسْمَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيقَ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:14

ترجمہ: حضرت ابو یحییٰ حُکیم بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اللہ کی قسم اٹھا کر یہ بات کہتے ہوئے سنا کہ ابو بکر کا لقب "صدیق" آسمان سے اتارا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گواہی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ القَزوینی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَدِيثًا يَنْفَعُنِي اللهُ بِمَا شَاءَ مِنْهُ وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرُهُ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ۔

سنن ابن ماجۃ، رقم الحدیث:1395

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مبارک سنتا تو اللہ تعالیٰ (اس کو ماننے اور عمل کرنے کی وجہ سے) مجھے نفع دیتے۔ اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کسی اور سے سنتا تو اس سے قسم لیتا (کہ واقعی وہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنا رہے ہیں) جب وہ قسم اٹھا لیتا تو میں اسے حدیث تسلیم کر لیتا۔ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب بھی مجھ سے حدیث بیان فرمائی تو ابو بکر نے ہمیشہ سچ ہی بولا۔ (اس لیے ان سے قسم لینے کی ضرورت نہیں تھی)

لفظ صدیق پر لغت کے چند حوالے:

1: صدیق: بہت سچا۔ سچائی میں کامل۔ عمل سے اپنی بات کا سچ کر دکھانے والا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب (المنجد تحت صدق)

2: صدیق بسیار راست گو ولقب خلیفہ اول است۔ (منتخب اللغات باب الصاد مع القاف)

3: صدیق: وبغایت راست پندارندہ سخن کسی راولقب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہ بر نبوۃ و معراج حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اول از ھمہ ایمان اورند۔ (غیاث اللغات باب الصاد)

ترجمہ: کسی کے کلام کو انتہائی سچا جاننے والا اور یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے کیونکہ انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کی نبوت اور (بالخصوص) واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی۔

عتیق (بمعنیٰ جہنم سے آزاد):

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:أَنْتَ عَتِيقُ اللهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3679

ترجمہ: حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے ابو بکر!) آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد (محفوظ) ہو چنانچہ اسی دن سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام (لقب) عتیق پڑ گیا۔

اَوّاہ (بمعنیٰ اللہ کی یاد میں آہیں بھرنے والا):

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُسَمّٰى الْأَوَّاهُ لِرَأْفَتِهِ وَرَحْمَتِهِ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: تحت ترجمہ ابو بکر صدیق

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اپنی نرم دلی اور رحم دلی کی وجہ سے لقب اَوّاہ (بھی) ہے۔

امیر الشاکرین:

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:855ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ السُّهَيْلِي رَحِمَهُ اللهُ: وَكَانَ يُلَقَّبُ أَمِيْرُ الشَّاكِرِينَ.

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، باب مناقب المہاجرین

ترجمہ: حضرت امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد السُہَیلی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 581ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب امیر الشاکرین بھی ہے۔

پاکیزہ بچپن:

آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن طبعی طور پر بُرے عقائد اور برے اعمال سے ہمیشہ پاک وصاف رہا ہے۔

امام شہاب الدین ابو العباس امام احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی المصری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:923ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:اجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَيْشُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَمْ أَسْجُدْ لِصَنَمٍ قَطُّ وَقَدْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَذَا وَكَذَا سَنَةً۔ وَأَنَّ أَبَا

قُحَافَةَ أَخَذَ بِيَدِي وَانْطَلَقَ بِي إِلَى مُخْدَعٍ فِيهِ الْأَصْنَامُ فَقَالَ: هٰذِهِ آلِهَتُكَ الشُّمُّ الْعُلٰى فَاسْجُدْ لَهَا وَخَلَّانِي وَمَضٰى فَدَنَوْتُ مِنَ الصَّنَمِ فَقُلْتُ: إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي فَلَمْ يُجِبْنِي فَقُلْتُ: إِنِّي عَارٍ فَاكْسُنِي فَلَمْ يُجِبْنِي، فَأَخَذْتُ صَخْرَةً فَقُلْتُ: إِنِّي مُلْقٍ عَلَيْكَ هٰذِهِ الصَّخْرَةَ فَإِنْ كُنْتَ إِلٰهًا فَامْنَعْ نَفْسَكَ فَلَمْ يُجِبْنِي فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ الصَّخْرَةَ فَخَرَّ لِوَجْهِهِ وَأَقْبَلَ أَبِي فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا بُنَيَّ فَقُلْتُ: هُوَ الَّذِي تَرٰى فَانْطَلَقَ بِي إِلٰى أُمِّي فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ دَعْهُ فَهُوَ الَّذِي نَاجَانِي اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ فَقُلْتُ: يَا أُمَّهُ مَا الَّذِي نَاجَاكِ بِهِ قَالَتْ لَيْلَةَ أَصَابَنِي الْمَخَاضُ لَمْ يَكُنْ عِنْدِي أَحَدٌ فَسَمِعْتُ هَاتِفًا يَقُولُ:

يَا أَمَةَ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيقِ
أَبْشِرِيْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيقِ
اِسْمُهُ فِي السَّمَاءِ الصِّدِّيقُ
لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَ رَفِيقٌ

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَلَمَّا انْقَضٰى كَلَامُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ صَدَقَ أَبُو بَكْرٍ وَصَدَّقَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، باب اسلام ابی بکر الصدیق، رقم الحدیث:3857

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت تھے اسی دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آج تک کسی بت کو سجدہ نہیں کیا باوجودیکہ میری زندگی کا ایک طویل حصہ زمانہ جاہلیت میں بھی گزرا ہے ایک دن مجھے میرے والد ابو قحافہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک بت خانے میں لے گئے جہاں بت رکھے ہوئے تھے اور مجھ سے کہا کہ یہی تیرے بلند و بالا قابل عزت معبود ہیں انہیں سجدہ کرو، یہ کہا اور خود وہاں سے آگے کو چل دیے۔ میں بت کے قریب گیا اور اسے (عاجز کرنے کے لیے) کہا: مجھے بھوک لگی ہے کھانا دو! بت نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: مجھے کپڑوں کی ضرورت ہے لباس دو! بت نے جواب نہ دیا۔ میں نے ایک پتھر اٹھایا اور اس سے کہا: میں تجھے یہ پتھر مارنے لگا ہوں اگر تو واقعتاً الہ (معبود) ہے تو اپنے آپ کو مجھ سے بچا کر دکھا! بت نے جواب نہ دیا چنانچہ میں نے اس بت کو پتھر دے مارا اور وہ منہ کے بل نیچے آگرا۔ اس کے گرنے کی آواز کی وجہ سے میرے والد چونکے، میری طرف واپس پلٹے، پوچھا: بیٹے! کیا بات ہے؟ میں نے کہا وہی جو آپ کو نظر آرہا ہے۔ میرے والد مجھے میری والدہ کے پاس لے آئے اور سارا واقعہ بتایا۔ میری والدہ کہنے لگی: اس کو چھوڑو (اس کے بارے میں پریشان نہ ہوں) یہ وہ بچہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چند عجیب و غریب غیب کی باتیں بتائی گئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے والدہ سے عرض کی کہ کون سی باتیں بتائی گئی ہیں؟ میری والدہ نے بتایا کہ جب مجھے دردِ زِہ (زچگی کی تکلیف) ہوئی، میرے پاس اس وقت کوئی نہیں تو غیب سے آواز آئی ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: اے اللہ کی بندی! تجھے اس بچے کی خوشخبری ہو جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی اور ہر وقت میں ساتھ دینے والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات مکمل ہوئی تو جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: واقعی! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا اور صدیق کی بات کی تین بار تصدیق فرمائی۔

پاکیزہ جوانی:

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَرَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْخَمْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمْ يَشْرَبْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ.

معرفۃ الصحابۃ لابی نُعیم، رقم الحدیث: 110

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر شراب کو حرام کر رکھا تھا نہ زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی اور نہ ہی زمانہ اسلام میں۔

ازواج:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں آپ کی بیویوں کے نام درج ذیل ہیں:

1: قتیلہ 2: ام رومان

3: اسماء بنت عمیس 4: حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ

نوٹ: قتیلہ اور ام رومان سے زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا۔ اسماء بنت عمیس اور حبیبہ بنت خارجہ سے زمانہ اسلام میں نکاح کیا۔ قتیلہ کے علاوہ باقی تینوں ازواج مشرف باسلام ہوئیں۔

اولاد:

- قتیلہ سے ایک بیٹی اسماء اور ایک بیٹا عبد اللہ پیدا ہوئے۔
- ام رومان رضی اللہ عنہا سے ایک بیٹی عائشہ صدیقہ اور ایک بیٹا عبد الرحمٰن پیدا ہوئے۔
- اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے صرف ایک بیٹا محمد پیدا ہوا۔
- حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ سے ایک بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئی۔

نوٹ: بیٹوں میں سلسلہ نسب حضرت عبد الرحمٰن اور محمد سے چلا۔

قبول اسلام:

حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ إِسْلَامُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَبِيهًا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ تَاجِرًا بِالشَّامِ فَرَأَى رُؤْيَا فَقَصَّهَا عَلَى بَحِيرَا الرَّاهِبِ فَقَالَ لَهُ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ مَكَّةَ قَالَ: مِنْ أَيِّهَا؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ: فَأَيْشٍ أَنْتَ؟ قَالَ: تَاجِرٌ، قَالَ: إِنْ صَدَّقَ اللهُ رُؤْيَاكَ فَإِنَّهُ سَيَبْعَثُ نَبِيًّا مِنْ قَوْمِكَ تَكُونُ وَزِيرَهُ فِي حَيَاتِهِ

وَخَلِيفَتَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ فَأَسَرَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَذِهِ حَتّٰى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِيلُ عَلٰى مَا تَدَّعِي؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتَ بِالشَّامِ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ.

تاریخ دمشق لابن عساکر

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام وحی آسمانی کے مشابہ ہے وہ اس طرح کہ آپ شام میں بغرض تجارت تشریف لے گئے اور وہاں ایک خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر بحیرا راہب سے پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: مکہ سے۔ اس نے پوچھا کہ کس قوم سے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ سے جواب دیا کہ قریش۔ اس نے پوچھا کہ مشغلہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تاجر ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خواب کو ضرور سچ کرے گا وہ اس طرح کہ آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوں گے آپ ان کی زندگی میں ان کے وزیر ہوں گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (اطمینان قلبی کے لیے) دلیل مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو آپ نے شام میں دیکھا تھا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

اشکال:

عام طور پر یہ معروف ہے کہ باقی حضرات نے دلیل مانگ کر کلمہ پڑھا ہے جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بغیر دلیل مانگے کلمہ پڑھا ہے۔ (دلیل سے مراد "معجزہ" ہے) مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دلیل مانگی ہے تب کلمہ پڑھا ہے۔ تو یہ روایت بظاہر اس معروف بات کے خلاف ہے۔

جواب:

دلیل کا مطالبہ دو قسم کا ہوتا ہے:

1: ازراہِ محبت

2: ازراہِ مخالفت

دونوں میں فرق ہے۔ مثلاً ایک بچے نے تلاوت کی جو آپ کو پسند آئی۔ آپ نے تلاوت سن کر کہا: "ماشاء اللہ! اس بچے نے کس قاری صاحب سے پڑھا ہے؟" ایک اور بچے نے تلاوت کی جس کے اعراب اور لہجہ صحیح نہیں تھا۔ آپ نے اسے سن کر کہا: "اس نے کس قاری صاحب سے پڑھا ہے؟" سوال ایک ہی ہے لیکن پہلے سے سوال پوچھنا بطورِ محبت و موافقت کے ہے اور دوسرے سے پوچھنا بطورِ نفرت و مخالفت کے ہے۔

یہاں بھی معاملہ ایسا ہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطور محبت و موافقت کے دلیل مانگی ہے جبکہ باقی لوگوں نے بطور مخالفت کے دلیل مانگی ہے۔ جو دلیل بطور محبت و موافقت کے مانگی جائے اسے "دلیل مانگنا" کہتے ہی نہیں۔ اب دونوں باتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کہ جس روایت میں ہے کہ دلیل مانگی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ "بطور محبت و موافقت" مانگی ہے اور جو معروف بات ہے کہ دلیل نہیں مانگی تو اس سے مراد یہ ہے کہ "بطورِ مخالفت" نہیں مانگی۔ باقی جو مانگی ہے تو اسے "دلیل مانگنا" ہی نہیں کہتے۔

پہلے صحابی:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِرَسُولِ اللهِ خَدِيجَةُ وَأَوَّلَ رَجُلَيْنِ أَسْلَمَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَعَلِيٌّ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَه۔

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: رقم الحدیث: 268

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس امت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے مومن (خواتین میں سے) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سے حضرت ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان سب سے پہلے کیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تکالیف برداشت کرنا:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا ثَمَانِيَةً وَثَلَاثِينَ رَجُلًا أَلَحَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهُورِ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّا قَلِيلٌ. فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُلِحُّ حَتَّى ظَهَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُونَ فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ كُلُّ رَجُلٍ فِي عَشِيرَتِهِ وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيبًا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيبٍ دَعَا إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبُوا فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيدًا وَوُطِئَ أَبُو بَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيدًا وَدَنَا مِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ ربيعة فجعل يضربه بنعلين مخصوفتين وَيُحَرِّفُهُمَا لِوَجْهِهِ وَنَزَا عَلَى بَطْنِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهُ مِنْ أَنْفِهِ وَجَاءَ بَنُو تَيْمٍ يَتَعَادَوْنَ فَأَجْلَتِ الْمُشْرِكِينَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَحَمَلَتْ بَنُو تَيْمٍ أَبَا بَكْرٍ فِي ثَوْبٍ حَتَّى أَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ وَلَا يَشُكُّونَ فِي مَوْتِهِ، ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُو تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوا: وَاللهِ لَئِنْ مَاتَ أَبُو بَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ. فَرَجَعُوا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَعَلَ أَبُو قُحَافَةَ وَبَنُو تَيْمٍ يُكَلِّمُونَ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَجَابَ فَتَكَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَسُّوا مِنْهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَعَذَلُوهُ ثُمَّ قَامُوا وَقَالُوا لِأُمِّهِ أُمِّ الْخَيْرِ: انْظُرِي أَنْ تُطْعِمِيهِ شَيْئًا أَوْ تَسْقِيهِ إِيَّاهُ؟. فَلَمَّا خَلَتْ بِهِ أَلَحَّتْ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يَقُولُ: مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: وَاللہ مالی عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ.فَقَالَ: اذْهَبِي إِلٰى أُمِّ جَمِيلٍ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَاسْأَلِيهَا عَنْهُ.فَخَرَجَتْ حَتّٰى جَاءَتْ أُمَّ جَمِيلٍ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَسْأَلُكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؟ فَقَالَتْ: مَا أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَإِنْ كُنْتِ تُحِبِّينَ أَنْ أَذْهَبَ مَعَكِ إِلَى ابْنِكِ.قَالَتْ: نَعَمْ.فَمَضَتْ مَعَهَا حَتّٰى وَجَدَتْ أَبَا بَكْرٍ صَرِيعًا دَنِفًا فَدَنَتْ أُمُّ جَمِيلٍ وَأَعْلَنَتْ بِالصِّيَاحِ وَقَالَتْ وَاللهِ إِنَّ قَوْمًا نَالُوا هَذَا مِنْكَ لَأَهْلُ فِسْقٍ وَكُفْرٍ وَإِنِّي لارجو أَن ينْتقم الله لك مِنْهُم قَالَ: فَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: هَذِهِ أُمُّكَ تَسْمَعُ.قَالَ: فَلَا شئ عَلَيْكِ مِنْهَا.قَالَتْ: سَالِمٌ صَالِحٌ.قَالَ: أَيْنَ هُوَ؟ قَالَتْ: فِي دَارِ ابْنِ الْأَرْقَمِ.قَالَ: فَإِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَا أَذُوقَ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبَ شَرَابًا أَوْ آتِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.فَأَمْهَلَتَا حَتّٰى إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ وَسَكَنَ النَّاسُ خَرَجَتَا بِهِ يَتَّكِئُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى أَدْخَلَتَاهُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ وَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، وَرَقَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيدَةً فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ بِي بَأْسٌ.

السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ذکر عمرہ علیہ الصلاۃ والسلام وقت بعثتہ

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 38 ہو گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے اعلان واظہار کے متعلق اصرار کے ساتھ عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! ابھی ہماری تعداد کم ہے، حضرت ابو بکر بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہو گئے اور ہر قبیلے کے مسلمان مسجدِ (حرام) کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

حضرت ابو بکر اظہار اسلام کے لیے کھڑے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (پر ایمان لانے) کی طرف بلایا۔ مشرکین (نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو) ابو بکر اور دوسرے مسلمان کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ مسجد حرام میں انہیں بری طرح مارا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تو اتنا زیادہ مارا کہ انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالا۔

انہی مشرکوں میں ایک عتبہ بن ربیعہ بھی تھا جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے جوتوں کے ساتھ اتنی بے دردی سے مارنا شروع کیا کہ آپ کی ناک چہرے کے ساتھ چپٹی ہو کر رہ گئی۔ کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے بنو تیم والے وہاں پہنچے اور مشرکین کو آپ رضی اللہ عنہ سے دور ہٹایا۔ اور ایک کپڑے میں ڈالا اور اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا۔ (آپ اس قدر زخمی ہو چکے تھے کہ) انہیں آپ کی موت یقینی نظر آنے لگی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے والے مسجد حرام میں آئے اور اعلان کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! اگر ابو بکر (انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے) مر گئے تو ہم (اس کے بدلے میں) عتبہ بن ربیعہ کو مار ڈالیں گے۔

بہر حال! وہ (بدلے کا اعلان کرنے کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ اور آپ کے قبیلے بنو تیم کے لوگ آپ سے برابر باتیں کرتے لیکن آپ زخموں سے نڈھال ہونے کی وجہ سے جواب نہ دے سکتے تھے یہاں تک کہ شام کے قریب جواب دیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس پر آپ کے قبیلہ والوں کو آپ کو

ملامت کی (کہ پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اب پھر انہی کا پوچھ رہے ہو؟) اور آپ کو اکیلا چھوڑ کر چل دیے۔

اور آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر سے کہنے لگے: دیکھو! انہیں کچھ کھلا پلا دینا۔ آپ کی والدہ آپ کے پاس آئیں اور کھانے پینے کا اصرار کیا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام الخیر کہنے لگی: بخدا! مجھے آپ کے دوست کی کچھ خبر نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ام جمیل بنت خطاب کے پاس جائیں اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کر کے آئیں۔ ام الخیر؛ ام جمیل کے پاس آئیں اور کہا: ابو بکر آپ سے محمد بن عبد اللہ کی خیریت کے بارے پوچھ رہا ہے۔ ام جمیل نے رازداری اور خوف کی وجہ سے کہا کہ میں نہ ابو بکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبد اللہ کو۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں۔ ام الخیر نے کہا کہ ضرور تشریف لے چلیں۔ ام جمیل ساتھ آئیں اور آکر آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا: ابو بکر (نڈھال) پڑے ہوئے ہیں اور شدتِ تکلیف سے قریب المرگ ہیں۔ ام جمیل آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں (اور بے قابو ہو کر) چیخ اٹھیں اور کہا: اللہ کی قسم! جن لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ فاسق اور کافر ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کا انتقام ضرور لیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان سے فرمایا کہ (ان باتوں کو چھوڑو) مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا: آپ کی والدہ سن رہی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کی پرواہ نہ کریں۔ تب ام جمیل نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بحمد اللہ) صحیح سالم ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اب اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ دار ارقم میں۔ (ام الخیر اور ام جمیل دونوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ کھانے پینے کے لیے اصرار کیا تو) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر وعافیت سے دیکھ نہ لوں) اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر ام الخیر اور ام جمیل کھلانے پلانے سے مایوس سی ہو گئیں) کچھ دیر توقف کیا یہاں تک کہ لوگوں کی آمد ورفت ختم ہو گئی اور یہ دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کے پہنچیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ جونہی بارگاہ نبوی میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بوسہ لینے کے لیے آپ پر (شفقت ومحبت کی وجہ سے) جھک پڑے، دیگر مسلمان بھی آپ پر (بوسہ لینے کے لیے) جھک پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید رقت طاری ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اب مجھے کوئی تکلیف نہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعوت سے مسلمان ہونے والے:

دعوت وتبلیغ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا آپ رضی اللہ عنہ کی محنت سے حضرت عثمان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ

بن جراح، سلمہ بن عبد الاسد، ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے۔

فائدہ: مذکورہ افراد میں سے پہلے 5 حضرات عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ عشرہ مبشرہ ایک اصطلاح ہے جس کا معنیٰ ہے کہ ایک ہی مجلس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام لے کر جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔

اسلام کے لیے مالی قربانیاں:

آپ رضی اللہ عنہ نے ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جیسی اپنی جان اپنی اولاد اپنا گھر بار قربان کیا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کو بھی قربان کیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے سب سے زیادہ فائدہ دیا:

امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نَفَعَنَا مَالٌ مَا نَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: وَهَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ؟

السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث:8056

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں ابو بکر کے مال جتنا نفع کسی اور کے مال نے نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی: میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔ (جیسے اسے خرچ فرمائیں)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال میں نبوی تصرف:

سلطان المحدثین ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1014ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مَالُ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَنْفَعُ لِي مِنْ مَالِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي فِي مَالِ أَبِي بَكْرٍ كَمَا يَقْضِي فِي مَالِ نَفْسِهِ.

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب ابی بکر

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے مال سے مجھے اتنا نفع نہیں ہوا جتنا نفع مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال سے ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال کو ایسے خرچ فرماتے جیسے اپنے مال کو خرچ فرماتے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کو اللہ کے نام پر قربان کر دیا۔ اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔

غلاموں کی آزاد کرانا:

آپ نے جن غلاموں کو آزاد کرایا ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

حضرت عامر بن فُھَیرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو فُکَیْھہ رضی اللہ عنہ

سیدہ لُبَیْنَہ رضی اللہ عنہا

سیدہ زَنِیْرَہ رضی اللہ عنہا

مساکین پر خرچ کرنا:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فقراء مساکین بالخصوص اپنے قریبی رشتہ داروں پر کثرت کے مال خرچ کرتے تھے ان کی ضروریات کو پورا فرماتے۔ حضرت مسطح بن اُثاثہ رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں مالی طور پر کمزور تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد تھے۔ آپ کی مالی کفالت فرمایا کرتے تھے۔ جب افک کا دلخراش سانحہ پیش آیا حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی زبان سے بھی کچھ جملے نکل گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہیں شدید صدمہ ہوا۔ جب سیدہ کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھالی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ اس وقت درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾

سورۃ النور، رقم الآیۃ:22

ترجمہ: تم میں اہل خیر اور مالی وسعت رکھنے والے لوگ ایسی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے اور انہیں چاہیے کہ معافی اور درگزر سے کام لیں۔ کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تمہاری خطائیں معاف کرے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والے بہت رحم کرنے والے ہیں۔

اس کی تفسیر میں امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن الرازی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:606ھ) فرماتے ہیں:

وَقَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَةَ عَلَيْهِ فَلَمَّا وَصَلَ إِلٰى قَوْلِهٖ: اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ بَلٰى يَارَبِّ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يُغْفَرَ لِيْ، وَقَدْ تَجَاوَزْتُ عَمَّا كَانَ.

تفسیر مفاتیح الغیب لفخر الدین الرازی: تحت آیت ھذہ

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی اور ان الفاظ تک پہنچے (اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ) کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ اللہ آپ کی خطائیں معاف کرے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ضرور ضرور! اے میرے رب مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری خطائیں بخش دی جائیں۔ اور جو کچھ ہوا میں اسے درگزر کرتا ہوں۔

ہجرت کے موقع پر گھر کا سارا مال خرچ کرنا:

نوٹ: اس کا تذکرہ ہجرت کے واقعے میں آرہا ہے۔

مسجد نبوی کی زمین کی قیمت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائی:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَ أَبُوبَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَابَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوا لَا وَاللهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ الخ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:428

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں (ہجرت فرما کر) تشریف لے آئے، تو سب سے پہلے مدینہ کے بالائی حصہ میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں تشریف لائے اور 14 دنوں تک قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو نجار کو بلایا، وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ منظر ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں، قبیلہ بنو نجار کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں اطراف سے اپنے حصار میں لے رکھا ہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجاتا تو فوراً نماز ادا فرمالیتے، (اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو) آپ بکریوں کے باڑے کے قریب (پاک جگہ پر) بھی نماز ادا فرمالیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں مسجد بنانے کا حکم دیا، قبیلہ بنو نجار کے لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو نجار! (اس باغ والی جگہ پر ہم نے مسجد بنانی ہے اس لیے آپ لوگ) اس باغ (والی جگہ) کی قیمت مجھ سے لے لو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی قیمت ہم صرف اللہ سے مانگتے ہیں (یعنی اللہ سے اس کے ثواب کی امید پر بغیر معاوضے کے دیتے ہیں)

امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:852ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَابَكْرٍ أَنْ يُعْطِيَهُمَا ثَمَنَه۔

فتح الباری، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان دونوں یتیم بھائیوں (سہل اور سُہَیل کو مسجد کے لیے لی گئی زمین کی) قیمت ادا کرو۔

فائدہ: اس وقت سے لے کر اب تک اور قیامت تک جتنے لوگوں نے مسجد نبوی میں نماز ادا کی / کر رہے ہیں / کریں گے۔ ان کا ثواب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی مل رہا ہے اور ملتا رہے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر حق مہر کی رقم ادا کرنا:

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:230ھ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ رضی اللہ عنہا اپنی ہجرت اور اپنی رخصتی کا طویل قصہ بیان فرماتی ہیں۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:

وَمَكَثْنَا أَيَّامًا فِي مَنْزِلِ أَبِي بَكْرٍ. ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا يَمْنَعُكَ مِنْ أَنْ تَبْنِيَ بِأَهْلِكَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الصَّدَاقُ". فَأَعْطَاهُ أَبُو بَكْرٍ الصَّدَاقَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا فَبَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا. وَبَنَى بِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي هٰذَا الَّذِي أَنَا فِيهِ وَهُوَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج10 ص63

ترجمہ: (ہجرت کر کے جب ہم لوگ مدینہ آئے تو) ہم لوگ کچھ دن اس مکان میں رہے جہاں میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قیام پذیر تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اپنی اہلیہ کی رخصتی کیوں نہیں کرا لیتے؟ (یعنی آپ اپنی زوجہ کو اپنے گھر کیوں نہیں بلوا لیتے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس وقت میرے پاس حق مہر ادا کرنے کے لیے رقم موجود نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر میرے والد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہ اوقیہ اور ایک نش چاندی (یعنی 500 دراہم) دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام رقم مجھے بھجوائی اور میری رخصتی اسی گھر میں عمل میں آئی جس میں مَیں اب رہتی ہوں اور اسی میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

فائدہ: ایک اوقیہ چاندی 40 درہم کے برابر ہوتی ہے۔ 12 اوقیہ چاندی کے 480 درہم بنتے ہیں۔ ایک نش؛ آدھا اوقیہ چاندی کے برابر یعنی 20 درہم کا ہوتا ہے۔ یوں بارہ اوقیہ اور ایک نش کی مجموعی مقدار 500 درہم بنتی ہے۔

غزوہ تبوک میں گھر کا سارا مال خرچ کرنا:

سن 9 ہجری ماہ رجب المرجب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے شام کی طرف تقریباً 670 کلومیٹر کے فاصلے پر تبوک تشریف لے گئے۔ یہ انتہائی سخت تنگی کا زمانہ تھا، پھل پک چکے تھے اور عرب کا سارا دار و مدار کھجور کی فصل پر ہوتا تھا اس لئے مسلمانوں کے لئے بہت مشکل تھا اس لئے اس غزوہ کو ذات العسرۃ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے مالی تعاون کا حکم دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارے کا سارا مال اللہ کے نام پر پیش کر دیا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِي فَقُلْتُ: اَلْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ، إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قُلْتُ مِثْلَهُ. قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ. قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:1680

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا اس دن میرے پاس مال موجود تھا تو میں نے (دل ہی دل میں) کہا کہ آج میں ابو بکر سے نیکی کے کام میں آگے بڑھ سکتا ہوں میں اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ مجھ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کی کہ اتنا ہی (یعنی آدھا) گھر چھوڑ آیا ہوں۔ اسی دوران ابو بکر صدیق بھی تشریف لائے اور اپنے گھر کا کل کا کل سامان خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی پوچھا کہ ابو بکر! گھر کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا: میں نیکی کے کسی کام میں ابو بکر سے کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

نبی و صدیق کی ہجرت مدینہ:

مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ کو (بحکم خدا) مطلع کیا۔ کہ آج ہی رات آپ یہاں سے یثرب کی طرف روانہ ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت (گرمی سے بچاؤ کے لیے) سر پر چادر ڈالے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی تو تخت سے اتر کر کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ تشریف لائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اہم مشورہ کرنا ہے لوگوں کو ہٹا دو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے گھر والوں کے علاوہ کوئی نہیں ہیں آپ بے فکر ہو کر ارشاد فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اب مجھے بھی ہجرت کرنے کا حکم مل چکا ہے اور میں نے آج ہی رات یثرب جانا ہے۔“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی سعادت نصیب ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپ میرے ساتھ ہی چلیں گے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خوشی سے رو پڑے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس سے پہلے مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ خوشی کے بھی آنسو ہوتے ہیں۔ اپنے والد کو خوشی سے اشک بار ہوتا ہوا دیکھا تو اس بات کا یقین ہوا کہ خوشی کے بھی آنسو ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہ اور آپ کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہما سامانِ سفر تیار کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ ایک برتن میں کھانا دوسرے میں پانی رکھا۔ اب دونوں کو ایک جگہ اکٹھا باندھنے کے لیے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو جب کوئی چیز نہ ملی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ابو جان! کھانے اور پانی کے برتنوں کو اکٹھے باندھنے کے لیے مجھے اپنے نِطاق کے علاوہ کوئی چیز نہیں مل رہی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نِطاق کے دو ٹکڑے کر دو اور اس میں اس کو اچھی طرح باندھ دو! حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے نِطاق کو لمبائی میں چیرا اور اس کے دو حصے کر دیے ایک سے پانی کا برتن جبکہ دوسرے سے کھانے کے برتن کو اچھی طرح باندھ دیا۔ اسی دن سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا لقب ذات النِطاقَین پڑ گیا۔

فائدہ: نِطاق عربی زبان میں کمر بند کو کہتے ہیں۔ جسے عرب کی خواتین اپنی کمر میں مضبوطی سے باندھتی تھیں تا کہ تہبند وغیرہ ڈھیلا نہ ہو۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سفری انتظامات:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے سفر سے متعلق درج ذیل چند اہم انتظامات کیے:

1: چار ماہ پہلے سے دو خوب صحت مند اونٹ تیار کیے۔

2: اندھیری رات میں رستہ بتانے والے ایک شخص (عبد اللہ بن ارقد) کو اجرت پر تیار کیا اور اس سے کہا کہ ٹھیک وقت پر ہمارے پاس یہ اونٹ لے آنا۔

3: اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ روزانہ رات کے وقت ہمیں قریش کی باتوں اور چہ میگوئیوں کی اطلاع دینا۔

4: اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری سونپی۔

5: اپنے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فُہَیرہ رضی اللہ عنہ جو آپ کی بکریاں بھی چرایا کرتے تھے ان کو حکم دیا کہ دن بھر بکریوں کو چرا کر رات کو ہمارے پاس غار میں لے آنا تا کہ ہم ان کا دودھ پی سکیں۔

6: جتنا مال گھر میں موجود تھا وہ بھی سفر میں ساتھ لے لیا تھا۔

یکم ربیع الاول جمعرات تھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب گھر سے نکلنے لگے تو اس وقت گھر میں موجود جتنی رقم تھی سب اپنے ساتھ رکھ لی۔ آپ کے والد ابو قحافہ عثمان نابینا تھے اور کافی بوڑھے تھے اور ابھی تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی پوتی سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے کہا: بیٹی! میرا خیال ہے کہ تمہارا والد تمہیں دوہری تکلیف میں ڈال گیا ہے خود بھی چلا گیا اور گزر بسر کے لیے جمع پونجی بھی اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کی تسلی کے لیے فرمایا کہ دادا جان! وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا کہ کہاں ہے؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے چند پتھر لے کر اس گھڑے میں ڈال دیے جس میں دراہم و دینار جمع ہوتے تھے اور ان کے اوپر ایک کپڑا رکھ دیا اور دادا کا ہاتھ پکڑ کر اس گھڑے پر رکھ دیا۔ ابو قحافہ ٹٹول کر کہنے لگے: اب اتنی پریشانی نہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ سے جبل ثور کی جانب چلے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ کے آگے آگے چلتے، کبھی پیچھے کی جانب، کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب یہ خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی دشمن سامنے سے آپ پر حملہ نہ کر دے تو دوڑ کر آگے آجاتا ہوں، جب یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی پیچھے سے وار نہ کرے تو پیچھے آجاتا ہوں، جب یہ کھٹکا ہوتا ہے کہ کوئی دائیں جانب سے کوئی نقصان نہ پہنچائے تو دائیں جانب آجاتا ہوں اور جب یہ خوف ہوتا ہے کہ کوئی بائیں جانب سے آپ کو تکلیف نہ پہنچائے تو بائیں جانب آجاتا ہوں۔

رات کی تاریکی میں پتھریلی زمین پر چلنے کی وجہ سے دونوں (نبی وصدیق) کے پاؤں زخمی ہوگئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھا مبارک زیادہ زخمی ہوا، خون مبارک بہنے لگا جس سے نعلین مبارک بھر گئی۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہہ رہا ہے تو رہا نہ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس جانثار، وفادار کی دل جوئی کے لیے کندھوں پر سوار ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اٹھایا اور غار ثور تک جا پہنچے۔

دلائل النبوۃ لاحمد بن الحسین البیہقی ت 458ھ: ج2 ص476

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت نبوی والی مبارک رات:

جبل ثور میں ایک پرانا غار تھا اور اسی پہاڑ کے نام کی وجہ سے غار کا نام بھی غار ثور پڑ گیا تھا۔ عام طور پر چونکہ لوگ اپنے مکانوں میں رہتے ہیں غاروں میں نہیں رہتے اس لیے وہ مختلف حشرات الارض کا مسکن بنا ہوا تھا۔

سلطان المحدثین امام ملا علی بن سلطان محمد القاری الہروی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1014ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَكَى وَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انتهيا إِلَيْهِ قَالَ: وَاللهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إِزاره وَسَدَّهَا بِهِ وَبَقِي مِنْهَا اثْنَان فألقمهما رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ رَأسه فِي حجره وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْجُحر وَلم يَتَحَرَّك مَخَافَةَ أَن ينتبه رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟» قَالَ: لُدِغْتُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فَتَفَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهِ الخ

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث:6034

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ

عنہ کا تذکرہ ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمانے لگے کہ میری ساری زندگی کے نیک اعمال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک دن اور ایک رات کے اعمال کے برابر ہو جائیں۔ رات تو وہ والی جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت والا سفر کیا اور غار ثور تک پہنچے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہونے لگے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دے کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! پہلے مجھے داخل ہونے دیجیے تاکہ اگر کوئی موذی (تکلیف دینے والی) چیز موجود ہو تو اس کی تکلیف مجھے پہنچے اور آپ محفوظ رہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں جانے سے رک گئے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور اس کی اچھی طرح صفائی کی، جہاں سوراخ وغیرہ نظر آئے اپنی چادر کو پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے جس کو بند کرنے کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی تو اپنے پاؤں کی ایڑیاں ان پر رکھ دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اندر تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر ان کی گود میں سر مبارک رکھ آرام فرمانے لگے۔ (اتفاق سے ان سوراخوں میں سے ایک سوراخ سانپ کی بِل کا تھا، سانپ نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی موجود تھی) سانپ نے (باہر نکلنے سے رکاوٹ بننے والی) اس ایڑی کو ڈسا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے درد کی شدت کے باوجود انتہائی صبر و ضبط سے کام لیا اور ذرہ برابر اپنے جسم کو حرکت نہ دی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آئے۔ (لیکن وہ معمولی تکلیف نہ تھی بلکہ سانپ کا زہر تھا جو کمال ضبط کے باوجود) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو کی شکل میں بہہ پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ پوچھا کہ ابو بکر کیا ہوا؟ عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! سانپ نے ڈس لیا ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کہاں ڈنک مارا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جگہ بتائی۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ اپنا مبارک لعاب لگایا سانپ کے زہر اور درد ایک لمبے عرصے کے لیے ختم ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری دنوں میں یہی زہر دوبارہ جسم میں سرایت کر آیا اور اسی کے اثر سے شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہوئے۔

فائدہ: امام علی بن سلطان محمد ابو الحسن ملا علی القاری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1014ھ) اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

(وَكَانَ) أَيِ: الِانْتِقَاضُ (سَبَبَ مَوْتِهِ). أَيْ فَحَصَلَ لَهُ شَهَادَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج9 ص3891 باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ

اسی زہر کا دوبارہ سرایت کرنا آپ کی وفات کا سبب بنا جو کہ در حقیقت اللہ کے راستے میں شہادت کا رتبہ ہے۔

دوسری طرف یہ حالات تھے کہ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کے لیے دو کام کیے:

1: یہ اعلان کرایا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو زندہ گرفتار کر کے لائے یا قتل کر کے لائے گا اس کو ہر ایک کے بدلے میں سو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

2: کھوجیوں کو بلایا گیا جو قدموں کے نشانات کو دیکھ کر چلنے والے کی منزل کا پتہ بتاتے ہیں۔

کھوجی دونوں کے نشانات قدم کو دیکھتے دیکھتے غار ثور کے دھانے تک آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ قدموں کے نشانات کے اعتبار سے ان دونوں کا یہاں تک آنا ثابت ہوتا ہے۔ آپ کو جن لوگوں کی تلاش ہے وہ یہیں کہیں موجود ہیں۔ مشرکین پہاڑ پر چڑھ کر ہر طرف متلاشیانہ نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ اور بالکل غار کے دھانے پر کھڑے ہو گئے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حزن و غم:

ایسے موقع پر فطری طور پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر حزن و غم کی ایک کیفیت طاری ہوئی۔ قرآن کریم کی تصریح (لَا تَحْزَنْ) کے مطابق یہ کیفیت حزن و غم والی ہے خوف والی نہیں۔ یعنی اپنی ذات کا غم نہیں بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غم تھا۔ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو تسلی کے لیے یہ نہیں کہا کہ خوف نہ کرو بلکہ فرمایا کہ غم نہ کرو۔

فائدہ: خوف اور حزن میں بنیادی فرق یہ ہے کہ خوف کا تعلق اپنی ذات سے ہوتا ہے جبکہ حزن کا تعلق دوسرے کی ذات سے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا اور وہ اللہ کے حکم سے اژدھا بن گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے اپنی ذات کے بارے میں خوف ہوا کہ کہیں مجھے نقصان نہ پہنچائے۔ اس لیے اس موقع پر اللہ رب العزت نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ

اے موسیٰ! اس کو پکڑیں اور (اپنی ذات کے نقصان کا) خوف نہ کریں۔

اور یہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ابو بکر! آپ میرا غم نہ کریں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر میں مارا گیا تو اس کا اثر میری ذات اور خاندان تک محدود رہے گا لیکن خدانخواستہ اگر آپ کو کوئی آنچ آئی تو ساری امت تباہ ہو جائے گی اور مشکل سے دنیا میں اللہ کا نام لینے والا کوئی بچے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مکمل تسلی دی۔

اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا بندوبست فرمایا کہ مکڑی کو حکم دیا کہ غار کے منہ پر جالا بُن دے۔ اس نے آکر جالا بُن دیا اور جنگلی کبوتروں کی جوڑی کو حکم دیا کہ وہاں اپنا گھونسلہ بنائے انہوں نے وہاں گھونسلہ بنایا اور مادہ کبوتر انڈے دے کر ان پر بیٹھ گئی۔

تمام غزوات میں شرکت:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ آپ کے محافظ اور سپاہی بن کر رہے۔ جس کا تذکرہ اختصار و جامعیت کے ساتھ میری کتاب "سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم" جلد دوم میں موجود ہے۔ اس گفتگو میں اس باب کو ذکر کرنا طوالت کا باعث ہے اس لیے اسے چھوڑا جا رہا ہے۔

امیرِ حج سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سن 9 ہجری میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو 300 آدمیوں کا امیر حج بنا کر روانہ کیا آپ رضی اللہ عنہ قربانی کے 20 اونٹ اپنے ساتھ لے گئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے سے پہلے سورۃ براءۃ

کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن کا تعلق عہد توڑنے والے کافروں سے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان آیات کے اعلان کا بھی فرمایا کہ حج کے موقع پر کافروں کو اس سے آگاہ کر دیں۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے گئے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ عہد اور عہد توڑنے سے متعلق یہ اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ کریں تو زیادہ مناسب ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ عرب کے دستور کے مطابق ایسے امور کا اعلان کرنے والا خاندان کا فرد ہوتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی اونٹنی عضباء پر سوار کیا اور مکہ بھیجا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امیر بنا کر بھیجا ہے یا مامور بنا کر؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مامور بن کر آیا ہوں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مناسک حج ادا کرانے کے لیے بھیجا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں! مجھے صرف اس لیے بھیجا ہے کہ عہد توڑنے کے متعلق کفار کو آیات پڑھ کے سناؤں چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ دس ذوالحج کو حج کا خطبہ دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر سورۃ براءۃ کی آیات تلاوت کیں اور یہ اعلانات فرمائے:

[1]: إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ

جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا۔

[2]: وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

کوئی بے لباس شخص بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا۔

[3]: وَلَا يَجْتَمِعُ مُسْلِمٌ وَمُشْرِكٌ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا فِي الْحَجِّ

اس سال کے حج کے بعد آئندہ کسی حج میں مسلمان اور کافر اس جگہ جمع نہیں ہوں گے۔ (یعنی کوئی مشرک اب حج نہیں کرے گا)

[4]: وَمَنْ كَانَ لَهُ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ

جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک متعین مدت تک عہد ہے وہ اسی متعینہ مدت تک پورا کیا جائے گا

[5]: وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَأَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ.

جن کے ساتھ کوئی عہد نہیں (یا عہد کی کوئی مدت متعین نہیں) ان کو چار ماہ تک امن ہے (اس عرصہ میں اگر وہ مسلمان ہو گئے تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے گا)

سنن سعید بن منصور: ج5 ص233 باب تفسیر سورۃ التوبۃ

مزاجِ شناسِ نبوت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللهِ قَالَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3654

ترجمہ: حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے اس کا اختیار دیا ہے، اس بندے نے اپنے اختیار سے اسے پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ (راوی کہتے ہیں) یہ بات سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے، ہم نے ان کے رونے پر تعجب کیا! کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا حال بیان فرمارہے ہیں کہ اُسے اختیار دیا گیا اس میں رونے والی کیا بات ہو سکتی ہے؟ (اس بات کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بندے کی بات کی ہے) اس سے مراد خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی جدائی کا وقت قریب آچکا ہے، اس لیے رو پڑے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

امت صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ ... كَأَنَّهَا تَقُولُ الْمَوْتَ...... قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَابَكْرٍ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3659

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد میں آنا۔ اس نے کہا کہ اگر بعد میں آؤں اور آپ کو موجود نہ پاؤں تو؟ یعنی آپ دنیا چھوڑ چکے ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس چلی آنا۔

نوٹ: یہ روایت تقلید شخصی کی بھی دلیل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات مغرب کی نماز پڑھائی جب عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ بتلایا گیا کہ یارسول اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن شدید بیماری کی وجہ سے نہ اٹھ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے۔

مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ .... مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:679

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوصال میں فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی ابو بکر رضی اللہ عنہ (آپ کے مصلّے پر آپ کو نہ دیکھ پائیں گے تو بہت دکھی ہوں گے اور جب وہ) آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو زیادہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ سنائی نہیں دے گا۔ اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات کریں جو میں نے عرض کی ہے۔ انہوں نے یہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکو!۔۔۔(نماز کی امامت کے لیے عمر رضی اللہ عنہ سے نہ کہو بلکہ) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو (میری طرف سے حکماً) کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت:

12 ربیع الاول پیر کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے کہ جب سے دنیا بنی ہے کائنات میں اتنی بڑی آزمائش نہیں آئی جتنی نبی الانبیاء، امام الانبیاء، فخر الانبیاء، سید الانبیاء، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن پیش آئی۔ کائنات کے ہادی اعظم اور محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرما لیا، یعنی اللہ کے آخری نبی، رسول اور پیغمبر رفاقتِ اعلیٰ کے عہد کی پاسداری کے لیے لبیک کہہ کر اس جہان سے کوچ فرما گئے۔

اللہ نے اپنے آخری نمائندے کا کل اثاثہ امت کی صورت میں اس کے پہلے نمائندے کے سپرد فرما دیا۔

صحابہ واہل بیت کرام رضی اللہ عنہم جدائی محبوب سے شدید صدمے میں تھے۔ ایسی سوگوار فضاء میں اسلام، اہل اسلام، اسلامی ریاست اور حالات کو سنبھالتے ہوئے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى

فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللهِ لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ الخ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:4452

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سنح سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، سواری سے اترے، مسجد کے اندر تشریف لائے کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ بعد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یمنی چادر اوڑھادی گئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑے کو ہٹایا، تھوڑا سا نیچے جھکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر (آپ کو مخاطب بناتے ہوئے) کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم !اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آنی تھی وہ آچکی۔ (اب دوبارہ قبر میں آپ کو کبھی موت نہیں آئے گی بلکہ حیات ہی حیات حاصل رہے گی)

گویا ان الفاظ سے امت کو یہ تسلی دی کہ ہمارا اور نبوت کا رشتہ بالکلیہ ختم نہیں ہوا بلکہ آپ کی رحمت اور گناہگاروں کے لیے استغفار اور دعا والا سلسلہ جوں کا توں قیامت تک باقی رہے گا۔

فائدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دو گھر تھے۔ ایک گھر مسجد نبوی کے ساتھ تھا اس کی کھڑکی مسجد نبوی کے اندر کھلی ہوئی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ اسی کھڑکی سے مسجد تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال مبارک سے کچھ عرصہ پہلے حکم دیا کہ جن جن کی کھڑکیاں مسجد میں کھلی ہوئی ہیں انہیں بند کر دیا جائے۔ اِلَّا خَوْخَةُ اَبِيْ بَكْرٍ ۔ سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے۔ آج بھی مسجد نبوی کی پرانی عمارت کے دائیں جانب اوپر کی طرف ایک جگہ لکھا ہوا ہے:

"هٰذِهٖ خَوْخَةُ اَبِيْ بَكْرٍ"

بظاہر یہ جگہ سابقہ گھر کے محاذات میں ہے کیونکہ پرانی مسجد نبوی یہاں تک نہیں تھی۔ دوسرا گھر مسجد نبوی سے کچھ فاصلے پر سُنح کے مقام پر تھا۔ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس دن آپ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھائی اور سُنح والے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کو اطلاع ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے ہیں۔ اس لیے روایت میں آیا ہے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع:

اس کے بعد معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی کے قریب سقیفہ بنی ساعدہ نامی جگہ پر اکٹھے ہیں اور دیانتدارانہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے بارے میں مشاورت کر رہے ہیں کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ

خلل نہ آئے۔ نیز یہ کہ ایسے وقت میں دشمن حملہ کرکے ملک کو تباہ وبرباد نہ کردے بلکہ کبھی کبھار تو مصلحت کے پیش نظر بادشاہ کی وفات کی خبر تک کو چھپالیا جاتا ہے تاوقتیکہ اس کے جانشین کا اعلان نہ ہو جائے۔ اس لیے وقت کا اہم ترین تقاضا یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کا تعین کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین انسان:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3671

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے اپنے والد (علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ، میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ۔

نبوت کے بعد خلافت:

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء وتجاویز کو سنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کا تزکیہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جاہ ومنصب کی طمع اور حکومت واقتدار کا لالچ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کی خواہش ان کے دلوں میں نہ تھی بلکہ ان میں ہر ایک دیانتدارانہ طور پر اپنی مخلصانہ رائے پیش کر رہا تھا۔ ویسے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی اور خلافت دور حاضر کی حکمرانی جیسی نہیں تھی کہ اقتدار میں آکر غریبوں کا خون چوس کر جائیدادیں بنانا، لوٹ کھسوٹ کر کے ظلم کرنا، اقرباء پروری کر کے نااہل لوگوں کو عہدے دینا، رشوت خوری کرنا، غریبوں کو قانون کے کٹہرے میں لانا جبکہ امیروں کو چھوٹ دینا وغیرہ۔

خلیفہ کی ذمہ داری:

یہ کوئی پھولوں کا ہار نہیں تھا کہ کوئی اپنے آپ کو پیش کرتا بلکہ ایک عظیم ذمہ داری تھی ایسی کہ جہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے ہیں اب اس سے آگے کی جانب بڑھنا ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی کے لیے منظم منصوبہ بندی کرنی ہے اور عملاً اس کو پورا بھی کرنا ہے۔ آنے والے حالات بہت کٹھن نظر آرہے تھے، داخلی طور پر منافقین کی شورش کا اندیشہ، خارجی طور پر جھوٹے مدعیانِ نبوت اور ارتداد کا فتنہ، روم وفارس کی یلغار کا خدشہ وغیرہ۔ یوں سمجھ لیں کہ داخلی وخارجی طور پر اسلامی ریاست کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدات کا پہرہ دینا ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کو اندرونی وبیرونی سازشوں سے بچا کر نبوی منہج کے مطابق ترقی واستحکام بخشنا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت:

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ وَاللهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِي كَلَامِهِ نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ لَا وَاللهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3668

ترجمہ: سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جمع ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو جائے اور دوسرا تم (مہاجرین) میں سے ہو جائے (تاکہ دونوں باہمی معاونت سے امر خلافت کو بہتر سے بہتر چلا سکیں) اس کے بعد حضرت ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم بھی اس مجلس میں پہنچ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خاموش رہنے کے لیے کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں نے ایسا صرف اس لیے کیا تھا کیونکہ میں نے پہلے سے ایک تقریر کا مضمون سوچا ہوا تھا جو بہت مجھے بہت پسند تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ ابو بکر اس کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم قریش امراء ہیں تو تم انصار وزراء ہو۔

اس پر حباب بن منذر انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ہم ایسا کیسے ہونے دیں گے ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر آپ میں سے ہو گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں اور آپ انصار وزراء ہو۔ وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں معزز اور شریف خاندان کے طور پر معروف و مشہور ہیں۔ اور ان کا علاقہ (مکہ مکرمہ) عرب کے درمیان میں ہے۔ اب تمہیں اس کا مکمل اختیار ہے کہ چاہو تو عمر بن خطاب کی بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح کی بیعت کر لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا: نہیں آپ ہمارے سردار ہیں، ہم سے سب سے بہتر انسان آپ ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر باقی لوگوں نے بیعت کی۔

انصار کی آمادگی:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاجْتَمَعَ النَّاسُ فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. قَالَ: فَقَامَ خَطِيبُ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَخَلِيفَتُهُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَنَحْنُ كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَنَحْنُ أَنْصَارُ خَلِيفَتِهِ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَهُ. قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: صَدَقَ قَائِلُكُمْ. أَمَا لَوْ قُلْتُمْ غَيْرَ هَذَا لَمْ نُتَابِعْكُمْ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ذکر سعد بن عبادہ

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے ان میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ انصار کے خطیب (حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہاجر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہوں گے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار و مددگار رہے ہیں ان کے خلیفہ کے بھی مددگار رہیں گے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا تمہارے خطیب نے بالکل سچ فرمایا ہے اگر تم اس حقیقت کے علاوہ کسی اور نظریے کے قائل ہوتے تو ہم آپ کی بات نہ مانتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّ النَّاسَ فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ. فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ذکر سعد بن عبادہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے اپنا موقف یہ پیش کیا کہ ایک امیر ہم انصار میں سے ہو جائے اور ایک امیر تم مہاجرین میں سے ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے انصار! آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ابو بکر لوگوں کی امامت کریں۔ تم میں سے کون ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھنا چاہتا ہے؟ انصار نے کہا کہ اللہ کی پناہ! ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے کیسے بڑھ سکتے ہیں؟

فائدہ: مذکورہ گفتگو سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انصار امر خلافت میں رضاکارانہ تعاون کی پیش کش کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (المتوفی: 303ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَيْفَانِ فِي غِمْدٍ وَاحِدٍ إِذًا لَا يَصْلُحَانِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: مَنْ لَهُ هَذِهِ الثَّلَاثُ؟إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ مَنْ صَاحِبُهُ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ مَنْ هُمَا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا مَعَ مَنْ؟ ثُمَّ بَايَعَهُ، ثُمَّ قَالَ:بَايِعُوا فَبَايَعَ النَّاسُ أَحْسَنَ بَيْعَةٍ وَأَجْمَلَهَا۔

السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: 7081

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ اسی موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تین خصوصیات ذکر فرمائیں۔ جن میں ان کا کوئی شریک نہیں۔

1: اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ خاص ساتھی قرار دیا ہے۔ (سفر ہجرت غار ثور میں) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر کے سوا اور کون ساتھی تھا؟

2: اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ۔ جس وقت وہ دونوں غار میں تھے ھما سے مراد اللہ کے نبی کے ساتھ سوائے ابو بکر کے علاوہ کون تھا؟

3: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا۔ آپ غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس وقت اللہ کے نبی کے ساتھ سوائے ابو بکر کے علاوہ کون تھا؟

بیعتِ خاصہ میں انصار کی سبقت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تا کہ ہم آپ کی بیعت کر سکیں۔ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما ابھی اس مقصد کے لیے تیاری کر رہے تھے کہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے بعد بالترتیب حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے بیعت کی۔ پھر ہر طرف سے مہاجرین و انصار بیعت کے لیے اُمڈے چلے آئے، یہ بیعت خاصہ تھی۔

بیعتِ عامہ:

دوسرے دن مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ دیا جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں دلائل سے لوگوں کو قائل فرمایا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ يَوْمَئِذٍ لِأَبِي بَكْرٍ: اصْعَدِ الْمِنْبَرَ. فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ذکر سعد بن عبادہ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت والے دن میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے ابو بکر منبر پر تشریف لائیں (تاکہ لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر سکیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصرار فرماتے رہے حتی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر لوگوں نے عمومی بیعت کی۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) نقل کرتے ہیں:

وَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ وَقَالَ: هَذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوهُ. فَبَايَعَهُ عُمَرُ، وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ذکر سعد بن عبادہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ تمہارے امیر ہیں ان کی بیعت کرو! خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اس کے بعد مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر اجماع:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم النیشابوری الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَجْمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفُوا أَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

المستدرک علی الصحیحین، اسنادہ حسن

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرنے پر اجماع کر لیا۔

خلافت کے بعد پہلا خطبہ:

امام معمر بن راشد الازدی البصری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:153ھ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبۂ خلافت نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ فَإِنْ ضَعُفْتُ فَقَوِّمُونِي وَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ، الضَّعِيفُ فِيكُمُ الْقَوِيُّ عِنْدِي حَتَّى أُزِيحَ عَلَيْهِ حَقَّهُ إِنْ شَاءَ اللهُ، وَالْقَوِيُّ فِيكُمُ الضَّعِيفُ عِنْدِي حَتَّى آخُذَ مِنْهُ الْحَقَّ إِنْ شَاءَ اللهُ، لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللهُ بِالْفَقْرِ وَلَا ظَهَرَتْ - أَوْ قَالَ: شَاعَتِ - الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ إِلَّا عَمَّهُمُ الْبَلَاءُ، أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللهَ وَرَسُولَهُ فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ، قُومُوا إِلَى صَلَاتِكُمْ يَرْحَمُكُمُ اللهُ۔

جامع معمر بن راشد، رقم الحدیث:20702

ترجمہ: لوگو! میں آپ لوگوں پر ولی منتخب کیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے برتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھی بات کروں تو تم میرا ساتھ دینا اگر میں خطا کروں تو میری غلطی درست کرا دینا۔ سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے میں اس کا حق ضرور دلواؤں گا ان شاء اللہ۔ اور جو تم میں سے قوی ہے میرے ہاں کمزور ہے میں اس سے پورا حق

وصول کروں گا ان شاء اللہ۔ جو قوم بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ترک کر دیتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ ذلت و رسوائی ڈال دیتے ہیں اور جو قوم علانیہ برائیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اللہ تعالی ان پر مصائب و تکالیف مسلط کر دیتے ہیں۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کروں تم میری بات ماننا اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں اللہ تم پر رحم فرمائے اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

خطبے کی مختصر مگر پر اثر حکمت انگیز باتیں:

1: احساس برتری اور تکبر سے براءت کرنا

2: ہر حال میں حق کا ساتھ دینے کا حکم دینا

3: سچائی کی تعریف جھوٹ کی مذمت کرنا

4: کمزور کو دلاسہ طاقت ور کو تنبیہ کرنا

5: ترک جہاد کے ذلت آمیز انجام سے آگاہی کرانا

6: بے حیائی کو خدائی عذاب کا سبب قرار دینا

7: اطاعت امیر کے بنیادی اصول سے آگاہی کرانا

8: عصمت کو خاصہ نبوت قرار دینا

9: اہم العبادات نماز کی پابندی کرانا

10: مختصر خطبہ دے کر وقت کی قدر و قیمت بتانا

ریاستی ذمہ داریاں:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد ریاستی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ امن وامان، عدل وانصاف، خوشحالی و ترقی گھر گھر تک پہنچائیں، معیشت کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کیے اور مدینہ منورہ کے ریاستی انتظامات جیسے عہد نبوی میں چلے آرہے تھے ان کو بحال رکھا بلکہ اس میں مزید اضافہ ہوا۔

نمایاں کارنامے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار کارنامے ایسے ہیں جن پر دنیا رہتی دنیا تک ناز کرے گی۔

جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ:

عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کوئی معمولی مسئلہ نہ تھا کہ جس کے لیے مصلحت اختیار کرلی جاتی بلکہ یہ تو اسلام کے اساسی و بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اس لیے اس کے خلاف سیدنا صدیق اکبر نے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور لشکر اسلامی کو بھیج کر ان کا خاتمہ کیا۔

مسیلمہ کذاب: سن 9 ہجری میں یہ وفد بنو حنیفہ (یمامہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں مسیلمہ کذاب

بھی تھا لیکن تکبر کی وجہ سے بار گاہِ رسالت میں نہ آیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ. وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:4373

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک بار مسیلمہ کذاب مدینہ آیا۔ اس نے کہا کہ اگر محمد مجھے اپنے بعد نائب / خلیفہ بنا دیں تو میں ان کی اتباع کر لوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنو حنیفہ) کا بہت بڑا لشکر بھی تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ (خطیب الانصار) ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ جس جگہ مسیلمہ اپنی لشکر کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ اور فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ ٹہنی (معمولی سی چیز) مانگے تو میں تجھے وہ بھی نہیں دوں گا۔ (خلافت اور جانشینی تو بہت بڑی بات ہے) تو اللہ کے اس فیصلے سے نہیں بچ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے سے ہو چکا ہے۔ تو میری اطاعت سے منہ موڑا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ تو ہی وہ بندہ ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ (اگر بحث و مباحثہ کرنا ہے تو) تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس دیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

فائدہ: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:852ھ) فرماتے ہیں:

وَيُؤْخَذُ مِنْهُ اسْتِعَانَةُ الْإِمَامِ بِأَهْلِ الْبَلَاغَةِ فِي جَوَابِ أَهْلِ الْعِنَادِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

فتح الباری شرح صحیح البخاری، تحت حدیث ھذا

ترجمہ: اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام (مقتداء / پیشوا) گمراہ لوگوں سے بحث و مباحثہ کے لیے اہل علم سے علمی تعاون لے سکتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے آغاز میں یمامہ کی طرف لشکر روانہ کیا۔ مسیلمہ کی فوج کے ساتھ خوب جنگ ہوئی۔ جس میں کئی مسلمان شہید بھی ہوئے۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا۔

نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے آخری دنوں میں یمن میں عیہلہ بن کعب بن عوف المعروف اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے یمن کے مسلمانوں کے نام پیغام بھیجا۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسود عنسی کو قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع ملی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا۔ لیکن جب قاصد اس کے قتل کی خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اسود عنسی کے قتل کی خوشخبری ملی۔

فتنہ مانعین / منکرین زکوٰۃ:

دوسرا بڑا فتنہ مانعین / منکرین زکوٰۃ کا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے کیونکہ زکوٰۃ وصول کرنے کا اختیار صرف رسول پاک کو تھا آپ کو نہیں۔ آپ نے اس فتنے کا پوری قوت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ فَقَالَ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1399

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے (زکوٰۃ کے منکر بن گئے یوں کہنے لگے کہ ہم نماز پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنا چاہا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کے ہوتے کیسے قتال کر سکتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دے دیں (یعنی اسلام قبول نہ کر لیں) جو شخص اس کلمہ کی گواہی دے دے تو اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہو جائے گی۔ ہاں وہ حق اور حساب جس کا تعلق اللہ کے احکام کے ساتھ ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں فرق کرے گا۔ (یعنی نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار کرے) کیونکہ زکوٰۃ (اللہ کی طرف سے) مال کا (مقرر کردہ) حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے زکوٰۃ میں چار مہینے کی بکری کے بچے کو دینے سے انکار کیا جسے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیتے تھے تو میں ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ کی قسم یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا شرح صدر کر دیا تھا اور میں بعد میں خود اسی نتیجہ پر پہنچا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کسی بڑے شخص / والد / شیخ / استاد کی کوئی بات وقتی طور پر سمجھ نہ آئے تب بھی مان لینی چاہیے اور اس پر عمل کر لینا چاہیے ایک وقت آتا ہے جب وہ بات سمجھ بھی آجاتی ہے۔

جنگی مہمات اور افواج اسلام کے لیے دس رہنما اصول:

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 571ھ) اپنی کتاب تاریخ دِمَشق میں فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ انہوں نے جب لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا تو ساتھ چلتے وقت لشکر کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قِفُوْا أُوْصِيْكُمْ بِعَشْرٍ فَاحْفَظُوْهَا عَنِّيْ:

اے لشکر والو! رکو! میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں پہلے ان کو اچھی طرح سن لو۔

1...لَا تَخُوْنُوْا (امانت میں خیانت نہ کرنا)

2...وَلَا تَغُلُّوْا (کسی کو دھوکا نہ دینا)

3...وَلَا تَغْدِرُوْا (اپنے امیر کی نافرمانی نہ کرنا)

4...وَلَا تُمَثِّلُوْا (مقتولین کے اعضاء نہ کاٹنا)

5...وَلَا تَقْتُلُوْا طِفْلًا صَغِيْرًا أَوْ شَيْخًا كَبِيْرًا وَلَا امْرَأَةً (کسی بچے (بے قصور) بوڑھے یا عورت کو قتل نہ کرنا)

6...وَلَا تَعْقِرُوْا نَخْلًا وَلَا تُحَرِّقُوْهُ وَلَا تَقْطَعُوْا شَجَرَةً مُثْمِرَةً (کسی کھجور یا پھل دار درخت کو نہ کاٹنا اور نہ ہی جلانا)

7...وَلَا تَذْبَحُوْا شَاةً وَلَا بَقَرَةً وَلَا بَعِيْرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ (کھانے کے علاوہ بکری، گائے یا اونٹ کو ذبح نہ کرنا)

8...وَسَوْفَ تَمُرُّوْنَ بِأَقْوَامٍ قَدْ فَرَغُوْا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ فَدَعُوْهُمْ وَمَا فَرَغُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهُ

(تم ایسے لوگوں سے ملوگے جو عبادت کے لیے عبادت گاہوں میں بیٹھے ہوں گے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا)

9...وَسَوْفَ تَقْدَمُوْنَ عَلٰى قَوْمٍ يَأْتُوْنَكُمْ بِآنِيَةٍ فِيْهَا أَلْوَانُ الطَّعَامِ فَإِذَا أَكَلْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

(تم ایسے لوگوں سے ملوگے جو تمہارے لئے برتنوں میں ہر قسم کے کھانے لائیں گے جب تم کھانے لگو تو اللہ کا نام لینا)

10...وَتَلْقَوْنَ أَقْوَامًا قَدْ فَحَصُوْا أَوْسَاطَ رُؤُوْسِهِمْ وَتَرَكُوْا حَوْلَهَا مِثْلَ الْعَصَائِبِ فَأَخْفِقُوْهُمْ بِالسَّيْفِ خَفْقًا

(تم ایسے لوگوں سے ملوگے جنہوں نے سر کا درمیانی حصہ منڈوایا ہو گا اور سر کے چاروں اطراف میں بال لٹکائے ہوئے ہوں گے انہیں تلوار سے مارنا (قتل کر دینا)

نْدَفِعُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ.

(اس کے بعد فرمایا: اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ)

جنگی مہمات اور فتوحات:

یوں تو آپ کے عہد خلافت میں چھوٹے بڑے 40 کے قریب معرکے لڑے گئے۔ ان میں چند ایک اجمالی نقشہ پیش خدمت ہے۔

نمبر شمار	جنگ کا نام	امیر لشکر اسلام	تاریخ
1	جیش اسامہ	اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	ربیع الاول 11ھ
2	جنگ سلاسل / کاظمہ	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	محرم الحرام 12ھ
3	جنگ مذرا	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	صفر المظفر 12ھ
4	جنگ ولجہ	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	صفر المظفر 12ھ
5	جنگ یمامہ	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	جمادی الاخری 12ھ
6	جنگ عین التمر / انبار / کلواذی	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	ذیقعدہ 12ھ
7	جنگ اُلّیس	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	صفر المظفر 13ھ
8	جنگ بابل	حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ	ربیع الثانی 13ھ
9	جنگ اجنادین	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	جمادی الاولیٰ 13ھ
10	جنگ فِرَاض	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	

علمی خدمات:

جمع قرآن:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کی خدمت بھی آپ کے مبارک دور کی یادگار ہے۔ قیامت کی صبح تک آنے والے ہر شخص پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان موجود ہے جتنے بھی لوگ قرآن پڑھتے رہے پڑھ رہے ہیں یا آئندہ پڑھیں گے ان کے ثواب میں سیدنا صدیق اکبر برابر کے شریک ہیں۔

چنانچہ امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هَذَا وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ الخ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:4986

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن دنوں میں جنگ یمامہ میں حفاظ / قراء صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے انہی دنوں کی بات ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے بلانے کے لیے کسی شخص کو میرے پاس بھیجا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں پہلے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابو بکر کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ عمر میرے پاس آئے بیٹھے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ یمامہ کی سخت جنگ میں قرآن کریم کے بہت سے حفاظ / قراء کی شہادت کا حادثہ پیش آچکا ہے اور یہ خدشہ ہے کہ اگر اسی طرح کثرت سے مختلف جنگوں میں حفاظ / قراء کی شہادت ہوتی رہی تو قرآن کریم کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا (اور کچھ عرصے کے بعد مکمل قرآن کی نعمت سے امت محروم ہو جائے گی) لہٰذا وقت کا تقاضا اور مصلحت ہے کہ میں قرآن کریم کو ایک جگہ پر جمع کرنے کا (بطور خلیفہ الرسول) حکم جاری کروں۔ میں نے ان سے اپنا خدشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اس کام میں (عند اللہ) بھلائی اور بہتری ہے۔۔ اس بارے میں عمر اور میری باہمی گفتگو ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے میرا شرح صدر کر دیا ہے اور اب میرا بھی وہی موقف ہے جو عمر کا ہے اور مجھے بھی اس میں وہی مصلحت نظر آرہی ہے جو عمر کو

نظر آ رہی ہے۔راوی حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ایک سمجھ دار نوجوان انسان ہو۔ نیک بختی اور سعادت کی وجہ سے اس سلسلے (جمع اور نقل قرآن) میں آپ پر کوئی جھوٹ وغیرہ کی تہمت بھی نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قرآن کریم لکھا کرتے تھے لہٰذا قرآن کریم کو متفرق مقامات اور متعدد افراد سے تلاش کر کے مصحف میں جمع کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم !اگر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرنے کی ذمہ داری مجھے دی جاتی تو جمع قرآن کی بنسبت وہ زیادہ آسان ہوتی۔ جس کی ذمہ داری مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سونپی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہر حال میں نے آپ رضی اللہ عنہ کا حکم سن کر عرض کی کہ آپ وہ کام کس طرح کر سکتے ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم !اسی میں بہتری ہے۔راوی حضرت زید فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے اس بارے مسلسل (اپنے مجتہدانہ ذوق سے) قائل کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی اسی طرح شرح صدر فرما دیا جس طرح حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے قرآن کریم کو (متفرق مقامات اور متعدد افراد سے) تلاش کرنا شروع کر دیا۔ کھجور کی شاخوں، سفید پتھروں اور لوگوں (حفاظ و قراء کرام کی سینوں) سے جمع کرتا رہا (یہاں تک کہ کام مکمل ہو گیا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ أَعْظَمُ النَّاسِ فِي الْمَصَاحِفِ أَجْرًا أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ هُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ اللهِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب جمع القرآن

ترجمہ: حضرت عبد خیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کے سلسلے تمام لوگوں سے زیادہ اجر کے مستحق حضرت ابو بکر ہیں اللہ ان پر رحمت فرمائے کیونکہ آپ نے سب سے پہلے قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرایا۔

مرویات حدیث:

آپ کی علمی خدمات بھی موجود ہیں چنانچہ ایک قول کے مطابق 142 احادیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ جن کو علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:911ھ) نے "تاریخ الخلفاء" میں ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3712

ترجمہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اس ذات کے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں (جن میں اہل بیت بھی داخل ہیں) سے حسن سلوک کرنا مجھے اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت:

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (المتوفی:303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي مَعَ أَبِي بَكْرٍ حِينَ مَرَّ عَلَى الْحَسَنِ فَوَضَعَهُ عَلَى عُنُقِهِ ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي شَبِيهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَبَهُ عَلِيٍّ. وَعَلِيٌّ مَعَهُ فَجَعَلَ يَضْحَكُ.

السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث:8105

ترجمہ: حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ راستے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کو ازراہ محبت اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور اُن سے فرمایا: میرے باپ آپ پر قربان! آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل زیادہ لگتے ہو بنسبت حضرت علی المرتضیٰ کے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سارا معاملہ دیکھ کر مسکرانے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3671

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

امام ابوعبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ: أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ۔

مسند احمد، رقم الحدیث: 833

ترجمہ: ابوجحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے سب سے بہتر انسان حضرت ابو بکر ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد سب سے بہتر انسان حضرت عمر ہیں۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوُا اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3677

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا اتنے میں ایک شخص میرے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر کہنیاں رکھ دیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر تھے۔ میں نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا۔ میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ اس لیے مجھے امید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تجدید بیعت:

بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یعنی چھ ماہ بعد۔ اس بیعت سے مراد دوسری بیعت ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جانا کم ہو گیا بعض لوگوں کو وہم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت صدیق سے راضی نہیں۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بیعت کی۔ یہ پہلی بیعت کی تجدید تھی۔

وفات:

بالآخر وہ وعدہ وفا ہونے کا وقت آ پہنچا کہ ہر ذی روح موت کا پیالہ ضرور پیے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلا جانثار وفادار صحابی اور پہلا خلیفہ 13 ہجری جمادی الثانی کے ساتویں دن بیمار ہوئے اور 15 دن علیل رہ کر 22 جمادی الثانی مغرب اور عشاء کی درمیان فراق یار کو خیر باد کہہ کر وصال یار کے لیے آخرت کے راہی بنے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

وصیت اور تدفین:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجرّی البغدادی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لَهُمْ: إِذَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جَهَازِي فَاحْمِلُونِي حَتَّى تَقِفُوا بِبَابِ الْبَيْتِ الَّذِي فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِفُوا بِالْبَابِ وَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَإِنْ أُذِنَ لَكُمْ وَفُتِحَ الْبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا فَأَدْخِلُونِي فَادْفِنُونِي وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَكُمْ فَأَخْرِجُونِي إِلَى الْبَقِيعِ وَادْفِنُونِي. فَفَعَلُوا فَلَمَّا وَقَفُوا بِالْبَابِ وَقَالُوا هٰذَا: سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ: أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ.

الشریعۃ لآجُرّی، رقم الحدیث: 1861

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں اور تم لوگ میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے دروازے کے سامنے رکھ دینا اور دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنا کہ السلام علیک یا رسول! آپ کا غلام (ابو بکر) آپ سے (آپ کے روضہ مبارکہ میں دفن ہونے کی) اجازت چاہتا ہے اگر اجازت مل جائے اور دروازہ کھل جائے۔۔۔ کیونکہ دروازہ بند رہتا تھا۔۔۔ مجھے وہاں داخل کر دینا اور وہیں دفن کر دینا۔ اور اگر اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع (عام مسلمانوں کے قبرستان) کی طرف لے جانا اور وہیں دفن کر دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو روضہ مبارکہ کے دروازے تک لے گئے اور وہی بات عرض کی جو وصیت میں موجود تھی۔ تالا گر گیا اور دروازہ کھل گیا۔ اس موقع پر روضہ مبارکہ سے ایک غیبی آواز سنائی گئی زیارت محبوب کا شوق رکھنے والے محب کو محبوب تک پہنچا دو۔

آیات مبارکہ میں فضائل:

آیت نمبر 1:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 40

ترجمہ: اگر تم (میرے نبی کی) مدد و نصرت نہیں کرو گے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہو گا کیونکہ اللہ ان کی اس مشکل وقت میں مدد فرما چکا ہے جب ان کو کافروں نے مکہ سے نکالا جب وہ دو میں سے دوسرے تھے۔ جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے دوست (ابو بکر) سے کہہ رہے تھے کہ میرے بارے میں غم نہ کرو۔ اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکون کی اعلیٰ ترین کیفیت طاری فرمائی اور ان کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تمہیں نظر نہیں آئے۔ اور کافر لوگوں کی بات کو بے حیثیت کر کے دکھایا۔ اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت والا بھی ہے۔

اس کی تفسیر میں امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین الرازی (المتوفیٰ:606ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ تَعَالٰى وَصَفَ أَبَا بَكْرٍ بِكَوْنِهِ صَاحِبًا لِلرَّسُولِ وَذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى كَمَالِ الْفَضْلِ. قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ فُضَيْلٍ الْبَجَلِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: مَنْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَافِرًا لِأَنَّ الْأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ هُوَ أَبُو بَكْرٍ۔

تفسیر مفاتیح الغیب لفخر الدین الرازی، تحت آیت ھذہ

ترجمہ: آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب یعنی سچے دوست ہیں۔ اور یہی بات آپ کی افضلیت پر دلیل ہے۔ حسین بن فضیل بجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی شخص جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آیت میں صاحب سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

آیت نمبر2:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ﴿١٨﴾

سورۃ اللیل، رقم الآیۃ:17،18

ترجمہ: اور اس (جہنم کی آگ) سے ایسے متقی شخص کو دور رکھا جائے گا جو اپنا مال پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتا ہے۔

اس کی تفسیر میں امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین الرازی (المتوفیٰ:606ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ مِنَّا عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

تفسیر مفاتیح الغیب لفخر الدین الرازی، تحت آیت ھذہ

ترجمہ: مفسرین کا اتفاقی نظریہ ہے کہ مذکورہ آیات کے اولین مصداق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

احادیث مبارکہ میں فضائل:

[1]: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي.

صحیح البخاری، رقم الحدیث 3656

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی پوری امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا تاہم وہ میرے (دینی) بھائی اور (جگری) دوست ہیں۔

فائدہ:

اس حدیث میں لفظ "خلیل" خلت سے ہے جس کا معنی ہے "حاجت"۔ اب حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا کہ اپنی ساری ضروریات اس سے پوری کرتا اور تمام مشکلات میں اس سے رجوع کرتا تو اس کے لیے میری نظر میں ابو بکر سے بہتر شخص کوئی نہیں لیکن میں چونکہ اپنی تمام حاجات اللہ کے سامنے رکھتا ہوں اس لیے میں خلیل؛ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتا ہوں اور ابو بکر کو دوست سمجھتا ہوں۔

اور قرآن مجید میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خلیل" کہا گیا ہے تو وہاں خلیل کا لفظ خلت بمعنی خصلت سے ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اللہ نے خصال حسنہ جمع فرمادی تھیں، یا لفظ تخلل سے ہے بمعنی داخل ہونا کہ ابراہیم علیہ السلام کے رگ وریشہ میں اللہ کی محبت داخل ہو گئی تھی اس لیے آپ اللہ کے خلیل کہلائے۔

امام ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1014ھ) نے ان معانی کو یوں بیان کیا ہے:

إِنَّ أَصْلَ التَّرْكِيبِ مِنَ الْخَلَّةِ بِالْفَتْحِ وَهِيَ الْحَاجَةُ وَالْمَعْنَى لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ الْخَلْقِ خَلِيلًا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِي الْحَاجَاتِ وَأَعْتَمِدُ إِلَيْهِ فِي الْمُهِمَّاتِ (لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا) ، وَلَكِنَّ الَّذِي أَلْجَأُ إِلَيْهِ وَأَعْتَمِدُ عَلَيْهِ فِي جُمْلَةِ الْأُمُورِ وَمَجَامِعِ الْأَحْوَالِ هُوَ اللهُ تَعَالَى وَإِنَّمَا سُمِّيَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلِيلًا مِنَ الْخَلَّةِ بِالْفَتْحِ الَّتِي هِيَ الْخَصْلَةُ فَإِنَّهُ تَخَلَّقَ بِخِلَالٍ حَسَنَةٍ اخْتَصَّتْ بِهِ أَوْ مِنَ التَّخَلُّلِ فَإِنَّ الْحُبَّ تَخَلَّلَ شِغَافَ قَلْبِهِ.

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ج 11 ص 164

ترجمہ: لفظ خلیل "خلۃ" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے "ضرورت" اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا کہ اپنی ساری ضروریات اس کے سامنے رکھتا اور اپنی مشکلات میں اسی پر اعتماد کرتا تو ایسا شخص ابو بکر ہے لیکن تمام امور اور حالات میں جس کو میں اپنا ملجا وماوی بناتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ جہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کہنے کا تعلق ہے تو وہاں لفظ خلیل "خلۃ" بمعنی خصلت سے مشتق ہے یعنی بعض خصلتیں ایسی تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خاص تھیں یا لفظ خلیل "تخلل" سے ہے (بمعنی داخل ہونا) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں بھی اللہ کی محبت جاگزین ہو گئی تھی۔

[2]: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3666

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ کی راہ میں ایک چیز کا جوڑا خرچ کرے تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے یہ بھلائی ہے۔ جو نمازی ہو گا اسے جنت کے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہو گا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ کرنے والا ہو گا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ دار ہو گا اے باب الصیام اور باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ جسے ان سارے دروازے سے بلایا جائے تو اسے کوئی پریشانی ہی نہیں ہو گی۔ پھر عرض کی کہ کیا کوئی ایسا خوش قسمت انسان بھی ہے جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مجھے (کامل) امید ہے کہ آپ انہیں لوگوں میں سے ہیں۔

[3]: امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشاپوری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2338

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے مریض کی تیمار داری کی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ خوبیاں جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

فائدہ: مذکورہ خوبیوں کے باوجود عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ حَائِطًا وَإِذَا بِدُبْسِيٍّ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ فَتَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ ثُمَّ قَالَ: طُوْبىٰ لَكَ يَا طَيْرُ! تَأْكُلُ مِنَ الشَّجَرِ وَتَسْتَظِلُّ بِالشَّجرِ وَتَصِيْرُ إِلىٰ غَيْرِ حِسَابٍ يَا لَيْتَ أَبَا بَكْرٍ مِثْلُكَ.

(تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص82)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک چھوٹا سا کبوتر جیسا پرندہ سائے میں بیٹا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے (حسرت سے) آہ بھرتے ہوئے فرمایا: اے پرندے! تجھے مبارک ہو کہ تو ان درختوں کا پھل کھاتا ہے، ان درختوں کے سائے میں آرام کرتا ہے اور تجھ سے کوئی حساب نہیں ہو گا۔ اے کاش! کہ ابو بکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔

❖ دُبْسِيٌّ، کبوتر کی قسم کا ایک پرندہ ہے جس کا رنگ خاکی ہوتا ہے۔ (قاموس الوحید: ص499)

[4]: امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 275ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى أَنْظُرَ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي.

سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4654

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل آئے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش ہے کہ آپ کے ساتھ ہو کر کاش میں بھی وہ دروازہ دیکھتا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ مطمئن رہیں یقیناً میری امت میں آپ ہی سب سے پہلے اسی دروازے سے جنت میں داخل ہوں گے۔

[5]: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 3661

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا ہمارے اوپر کوئی (ظاہری) احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ ہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود ہی چکائیں گے۔

[6]: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الحَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الغَارِ»

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3670

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا کہ آپ حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوں گے (جیسے) غار میں میرے ساتھی رہے ہو۔

[7]: علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِصَالُ الْخَيْرِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّسِتُّوْنَ خَصْلَةً إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ فِيْهِ خَصْلَةً مِّنْهَا يَدْخُلُ بِهَا الْجَنَّةَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفِيَّ شَيءٌ مِّنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ جَمْعًا مِنْ كُلٍّ.

تاریخ الخلفاء للسیوطی

ترجمہ: حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلائی کی 360 خصلتیں ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس میں ایک خصلت پیدا فرما دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان خصلتوں میں سے میرے اندر بھی کوئی خصلت پائی جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں آپ میں ساری خصلتیں جمع ہیں۔

[8]: علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ يُحَاسَبُونَ إِلَّا أَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

تاریخ الخلفاء للسیوطی

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگوں کا قیامت کے دن حساب ہو گا سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔ (ان کا حساب نہیں ہو گا بغیر حساب کے اللہ جنت عطا فرما دیں گے)

اعتراضات وجوابات

اعتراض 1:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک شعب ابی طالب میں قید رہے اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ نہیں تھے۔

جواب:

یہ اعتراض کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے شعب ابی طالب میں ایام محصوری کے دوران ایک طویل قصیدہ لکھا جس کا ایک شعر یہ بھی ہے۔ جسے:

- ❖ امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:213ھ یا217ھ) نے "السیرۃ النبویۃ" میں
- ❖ امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد السُّہَیلی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:581ھ) نے "الرَّوْضُ الْأُنُفُ" میں
- ❖ امام سلیمان بن موسیٰ بن سالم الحِمْیَرِی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:634ھ) نے "اَلاِکْتِفَاءُ بِمَا تَضَمَّنَهٗ مِنْ مَغَازِیْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالثَّلَاثَۃِ الْخُلَفَاءِ" میں
- ❖ امام ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدِمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) نے "السیرۃ النبویۃ" میں
- ❖ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:942ھ) نے "سُبُلُ الْھُدٰی وَالرَّشَادِ فِیْ سِیْرَۃِ خَیْرِ الْعِبَادِ" میں نقل کیا ہے۔

هُمُ رَجَعُوا سَهْلَ بْنَ بَيْضَاءَ رَاضِيًا

قریشیوں نے بیضاء کے بیٹے کو خوش کر کے واپس کر دیا

وَ سُرَّ أَبُوبَكْرٍ بِهَا وَ مُحَمَّدُ

محمد اور ابو بکر دونوں اس پر خوش ہو گئے

اعتراض 2:

عقد مواخات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی نہیں بنایا۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عقد مواخات میں ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنانا مقصود تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت خارجہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی کہتے تھے۔

چنانچہ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:852ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنْتَ أَخِي وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب مناقب المہاجرین وفضلہم منہم ابو بکر

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! آپ میرے بھائی ہیں اور غار میں میرے ساتھی۔

اعتراض 3:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج کے عہدے سے معزول کر دیا گیا تھا۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امیر حج بنا کر روانہ فرمادیا تھا۔ اس کے بعد سورۃ براءۃ کی آیات نازل ہوئیں جس میں بیت اللہ اور حج کے بارے نئے احکام نازل ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا کہ جو لوگ حج کے لیے مکہ مکرمہ میں موجود ہیں انہیں ان احکام سے مطلع کرو۔ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ پہنچے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

اَمِیْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ.

کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امیر بن کر آئے ہو یا مامور بن کر؟

حضرت علی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ میں مامور بن کر آیا ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر کہ آپ مناسک حج ادا کرائیں گے؟

فرمایا کہ نہیں میں صرف سورۃ براءۃ کا اعلان کروں گا، مناسک حج آپ ادا کرائیں گے۔

اعتراض 4:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق کوئی وصیت نہیں کی۔ تو ان کو پہلا خلیفہ کیوں تسلیم کیا جائے؟

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تو تب درست ہو جب ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی مانیں اور یہ دعویٰ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل اس وجہ سے مانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق چند اشارات فرمائے جن کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجماعی طور پر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل نامزد کیا۔ مثلاً:

- آپ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت میں ساتھ لیا۔
- آپ رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لیے منتخب کرنا
- اپنے بعد مسائل کے حل کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کا حکم دینا
- آپ رضی اللہ عنہ کو 9 ہجری میں حج کے لئے امیر مقرر کرنا
- آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد زکوٰۃ کی وصولی کا حقدار قرار دینا

امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 774ھ) نقل فرماتے ہیں:

وَقَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ: ...وَإِنَّا نَرَى أَنَّ أَبَابَكْرٍ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَإِنَّا لَنَعْرِفُ شَرَفَهُ وَخَبَرَهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ذکر سعد بن عبادہ

ترجمہ: حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امر خلافت کا (اپنے سے) زیادہ حقدار مانتے ہیں۔ یقیناً آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار ہیں ہم آپ کی شرافت و بزرگی کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

اعتراض 5:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل کہنے کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باقی تمام امت پر فضیلت کی وجہ "صحابیت" ہے۔ جس صحابی کو جتنی زیادہ صحبت ملی ہو گی وہ باقی صحابہ میں اتنا ہی افضل ہو گا۔

[1]: آپ رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن کریم کی نصِ قطعی ؛عبارت النص سے ثابت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جنہیں قرآن مجید نے "صاحب "(یعنی صحابی) کہاہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

سورۃ التوبۃ: رقم الآیۃ: 40

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کروگے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل فرمایا۔

[2]: آپ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سب سے زیادہ نصیب ہوئی ہے۔ سب سے پہلے ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ساتھ رہے۔ اس لیے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہوئے۔

[3]: آپ رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جن کی چار پشتیں صحابی ہیں:

۱.... حضرت ابو قحافہ عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ (والد)

۲.... حضرت ابو بکر عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ عنہما (خود)

۳.... حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما (بیٹا)

۴.... حضرت محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم (پوتا)

چنانچہ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَا نَعْلَمُ أَرْبَعَةً أَدْرَكُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْنَاؤُهُمْ إِلَّا هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةَ: أَبُو قُحَافَةَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَأَبُو عَتِيقِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاسْمُ أَبِي عَتِيقٍ مُحَمَّدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص21 رقم الحدیث 11

ترجمہ: حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ (المتوفی: 141ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق باپ بیٹوں کی ایسی چار نسلیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو صرف یہ ہیں: ابو قحافہ، ابو بکر، عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور ابو عتیق محمد بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم۔

اعتراض 6:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت تمام صحابہ کو منظور نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے آپ کی بیعت نہیں کی۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پہلے پہل حضرت زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین وغیرہ میں مشغول تھے۔ پھر بعد میں انہوں نے بھی بیعت کی ہے۔

امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) نقل کرتے ہیں:

فَصَعِدَ أَبُو بَكْرٍ الْمِنْبَرَ، فَنَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ. قَالَ: فَدَعَا بِالزُّبَيْرِ فَجَاءَ، فَقَالَ: قُلْتُ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهُ، أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ. فَقَامَ فَبَايَعَهُ ثُمَّ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَدَعَا بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَجَاءَ. فَقَالَ: قُلْتُ: ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهُ عَلَى ابْنَتِهِ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ. فَبَايَعَهُ۔

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: تحت ذکر سعد بن عبادہ

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ نے لوگوں پر نگاہ دوڑائی تو آپ کو حضرت زبیر کو ان میں موجود نہ پایا۔ آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور قریبی دوست کیا آپ مسلمانوں کی وحدت میں ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں نہیں ہماری طرف سے آپ کے بارے ایسی کوئی بات نہیں اے رسول اللہ کے (پہلے) خلیفہ۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر نگاہ دوڑائی تو ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہاں موجود نہ پایا۔ آپ نے انہیں بلوایا وہ تشریف لائے آپ نے ان فرمایا اے رسول اللہ کے چچازاد اور داماد کیا آپ مسلمانوں کی وحدت میں ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں نہیں ہماری طرف سے آپ کے بارے ایسی کوئی بات نہیں اے رسول اللہ کے (پہلے) خلیفہ۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی۔

امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) فرماتے ہیں:

وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ۔۔۔وَفِيهِ فَائِدَةٌ جَلِيلَةٌ وَهِيَ مُبَايَعَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِمَّا فِي أَوَّلِ يَوْمٍ أَوْ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي مِنَ الْوَفَاةِ. وَهَذَا حَقٌّ فَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يُفَارِقِ الصِّدِّيقَ فِي وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ، وَلَمْ يَنْقَطِعْ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ خَلْفَهُ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ذکر سعد بن عبادہ

ترجمہ: مذکورہ واقعات کی سند صحیح ہے...... اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت کرنے کا پتہ چل رہا ہے کہ یا تو پہلے ہی دن بیعت کرلی تھی یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن۔ یہ بات بالکل برحق ہے اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی وقت بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جدا نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی اقتداء میں کبھی نماز پڑھنا چھوڑی۔

اعتراض 7:

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بیعت سے ناخوش تھے۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ایک برادرانہ اور محبت بھرا شکوہ تھا کہ ہمیں پہلے پہل بیعت خاصہ کے اندر شریک مشورہ کیوں نہ کیا گیا۔ بعد میں بیعت عامہ میں انہوں نے بھی بیعت کرلی اور دلائل کی بنیاد پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اقرار بھی کیا۔

چنانچہ امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ كَانَ مَعَ عُمَرَ، وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ كَسَرَ سَيْفَ الزُّبَيْرِ ثُمَّ خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ، وَاعْتَذَرَ إِلَى النَّاسِ وَقَالَ: وَاللَّهِ مَا كُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً، وَلَا سَأَلْتُهَا اللَّهَ فِي سِرٍّ وَلَا عَلَانِيَةٍ. فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُونَ مَقَالَتَهُ، وَقَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ: مَا غَضِبْنَا إِلَّا لِأَنَّا أُخِّرْنَا عَنِ الْمَشُورَةِ، وَإِنَّا نَرَى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَإِنَّا لَنَعْرِفُ شَرَفَهُ وَخَبَرَهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ. إِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ذکر سعد بن عبادہ

ترجمہ: حضرت سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد ابراہیم نے یہ واقعہ بتایا کہ میرے والد عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کبھی بھی امارت کا خواہش مند نہیں رہا۔ اور نہ ہی کبھی اس عہدے پر براجمان ہونے کے لیے اللہ سے دعائیں مانگی ہیں نہ تو سب کے سامنے اور نہ ہی علیحدگی میں۔ مہاجرین نے آپ کی بات کو قبول کیا۔ حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمیں صرف یہ (برادرانہ) گلہ ہے کہ آپ نے ہمیں شریک مشورہ کیوں نہ کیا (حالانکہ ہماری باہمی محبت اس کی متقاضی تھی) ہم دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امر خلافت کا (اپنے سے) زیادہ حقدار مانتے ہیں۔ یقیناً آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار ہیں ہم آپ کی شرافت و بزرگی کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

امام ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) اس روایت کو نقل کر کے اس کی سند کے بارے میں اپنا فیصلہ یوں فرماتے ہیں:

إِسْنَادٌ جَيِّدٌ۔ مذکورہ حقائق عمدہ ترین سند سے ثابت ہیں۔

اعتراض 8:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک کا باغ نہیں دیا۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کے مال متروکہ میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ اس پر چند دلائل پیش خدمت ہیں:

دلیل نمبر 1:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی: 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامِ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4035

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ اور عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، فدک کی آمدنی اور خیبر کے خمس کی میراث کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہم انبیاء کرام کی وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ کر ہم جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر ابو بکر صدیق نے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل مالی کفالت کے بارے میں فرمایا: کہ مذکورہ بالا اَموال میں سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کھاتے پیتے رہیں گے۔ اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی: 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری، حدیث نمبر: 6730

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی بیویوں نے ارادہ کیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں، اپنی میراث طلب کرنے کے لیے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یاد دلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی ہم جو کچھ

چھوڑ کر جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے؟

دلیل نمبر 3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ.

صحیح بخاری، حدیث نمبر:6727

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری وراثت نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ کے جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

دلیل نمبر 4:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:774ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ زَيْدُ بْنُ عَلِي بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ: اَمَّا لَوْ كُنْتُ مَكَانَ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَحَكَمْتُهُ بِمَا حَكَمَ بِهِ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي فَدَكٍ

البدایہ والنہایہ جلد 5، صفحہ 290

ترجمہ: حضرت زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ہوتا تو باغِ فدک کا وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

اصول کافی کا حوالہ:

ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی (المتوفیٰ 328ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ: إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

اصول کافی ج 1 ص 81 باب صفة العلم و فضله وفضل العلماء

ترجمہ: حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا: علماء کرام انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے۔ وہ اپنی حدیثیں وراثت میں چھوڑتے ہیں جس نے اُن احادیث کو لیا گویا اُس نے پورا حصہ پالیا ہے۔

احتجاج طبرسی کا حوالہ:

ابو منصور احمد بن علی طبرسی (المتوفیٰ:560ھ) بیان کرتے ہیں:

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وراثتِ مالی کے مطالبہ کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّيْ أُشْهِدُ اللهَ - وَ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا - أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا

نُوَرِثُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً وَلَا دَارًا وَلَا عِقَارًا وَإِنَّمَا نُوَرِثُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعِلْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَمَا كَانَ لَنَا مِنْ طُعْمَةٍ فَلِوَلِيِّ الْأَمْرِ بَعْدَنَا أَنْ يَحْكُمَ فِيهِ بِحُكْمِهِ.

احتجاج طبرسی ج 1 ص 142 احتجاج فاطمة الزهراء على القوم لما منعوها فدك وقولها لهم عند الوفاة في الامامة

ترجمہ: میں (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور اللہ کی گواہی کافی ہے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں: کہ ہم انبیاء کی جماعت اپنے بعد کسی کو سونے، چاندی، گھر اور زمین کا وارث نہیں بناتے۔ ہم صرف کتاب وحکمت، علم اور نبوت سے متعلق اُمور کا وارث بناتے ہیں، باقی ہمارے ذرائع معاش تو وہ ہمارے بعد ہونے والے خلیفہ کے ذمہ ہوتے ہیں، وہ ان میں اپنی صوابدید کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

اعتراض 9:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے باغِ فدک کا مطالبہ کیا لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے نہ دیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بات کرنا چھوڑ دی اور وفات تک ان سے گفتگو نہیں کی۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مالی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے انبیائے کرام علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

اس لئے میں آپ کی ضرورتیں تو پوری کروں گا بلکہ اپنے گھر والوں سے زیادہ آپ کا خیال رکھوں گا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے وراثت کی صورت نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس حوالہ سے کبھی بات نہیں کی۔

1: علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 676ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: (فَلَمْ تُكَلِّمْهُ) يَعْنِي فِي هَذَا الْأَمْرِ أَوْ لِانْقِبَاضِهَا لَمْ تَطْلُبْ مِنْهُ حَاجَةً، وَلَا اضْطَرَّتْ إِلَى لِقَائِهِ فَتُكَلِّمُهُ، وَلَمْ يُنْقَلْ قَطُّ أَنَّهُمَا الْتَقَيَا فَلَمْ تُسَلِّمْ عَلَيْهِ وَلَا كَلَّمَتْهُ.

شرح صحیح مسلم للنووی: ج 2 ص 90

ترجمہ: راوی کا یہ قول فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے گفتگو نہیں کی اس کا مطلب یہ ہے کہ طلب وراثت کے سلسلہ میں کوئی گفتگو نہیں کی یا یہ کہ طبیعت منقبض ہونے کی وجہ سے ان سے کسی حاجت کا مطالبہ نہیں کیا اور نہ ان کی ملاقات کی مجبوری پیش آئی تاکہ وہ ان سے کلام کرتیں اور یہ کہیں بھی منقول نہیں ہے کہ دونوں کی ملاقات ہوئی ہو اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سلام نہ کیا ہو اور گفتگو نہ کی ہو۔

2: امام ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:852ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ مَعْمَرٍ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ فِي ذَلِكَ الْمَالِ وَكَذَا نَقَلَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ بَعْضِ مَشَايِخِهِ أَنَّ مَعْنَى قَوْلِ فَاطِمَةَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا أُكَلِّمُكُمَا أَيْ فِي هَذَا الْمِيرَاثِ۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر: ج2 ص202

ترجمہ: حضرت معمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس مال کے بارے میں پھر کبھی گفتگو نہیں کی اور اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے قول کا یہ مطلب ہے کہ اس میراث کے بارے میں ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔

اعتراض 10:

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے باغِ فدک کا مطالبہ کیا اور انہوں نے نہ دیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان سے بات کرنا چھوڑ دی۔ چنانچہ کسی روایت میں "غَضِبَتْ" کے الفاظ ہیں، کسی میں "لَمْ تَتَكَلَّمْ" کے اور کسی میں "وَجَدَتْ" کے۔

ایک روایت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:256ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ." إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَالِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 4240

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج کر اپنی میراث کا مطالبہ کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال سے تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ، (باغ) فدک میں عطا فرمایا تھا اور خیبر کے پانچویں حصے سے بھی جو مال رہ گیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ "ہم انبیاء علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ سارا صدقہ ہوتا ہے۔" ہاں البتہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے کھاتے رہیں گے۔ نیز اللہ کی قسم! میں (ابو بکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے صدقہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صدقہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں تھا اب بھی اسی طرح جاری رہے گا اور میں بھی اس میں وہی طریقہ کار اختیار کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی میں ہوتا تھا۔ تو حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ نہ دیا۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر خفا ہو گئیں اور ان سے ملاقات چھوڑ دی اور وفات تک ان سے گفتگو نہیں کی۔

نوٹ: "وَجَدَتْ" کا معنی ہے: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں۔

چنانچہ امام مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (المتوفی:606ھ) "وَجَدَتْ" کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَجَدَتْ: وَجَدَتْ تَجِدُ، أَيْ غَضِبَتْ، وَالْمَوْجِدَةُ الْغَضَبُ.

جامع الاصول فی احادیث الرسول: ج4 ص103

ترجمہ: "وَجَدَتْ" کا لفظ "الْمَوْجِدَةُ" (مصدر) سے ہے جس کا معنی ہے "حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں"

نیز علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1205ھ) "وَجَدَ يَجِدُ" کے تین معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

1: وَجَدْتُ شَيْئًا.. إِذَا أَرَدْتَ وِجْدَانَ الضَّالَّةِ

جب آپ کسی گم شدہ چیز کو پاتے ہیں تو کہتے ہیں "وَجَدْتُ شَيْئًا"

2: "وَجَدْتُ عَلَى الرَّجُلِ" مِنَ الْمَوْجِدَةِ

"وجد" کا لفظ "مَوْجِدَة" سے ہو تو اس کا معنی ہے کسی شخص پر غصہ ہونا۔

3: "وَجَدْتُ زَيْدًا كَرِيمًا" أَيْ عَلِمْتُ

کسی کے بارے میں کوئی چیز جان لی جائے تو بھی "وجد" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

تاج العروس من جواہر القاموس: ج1 ص26

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ "وَجَدَتْ" کا معنی ناراض ہونا ہے۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ "ناراضگی" والی بات نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان میں موجود ہے اور نہ ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوں۔

حدیث مبارک کے راوی امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے عدم تکلم کو ناراضگی سمجھ کر اپنے الفاظ میں اسے غضب وغیرہ سے تعبیر کر دیا۔ جس کی وضاحت یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وراثت کا مطالبہ کرنے والی روایات مختلف کتب میں 36 مقامات پر ذکر کی گئی ہے۔

جن کی تفصیل یہ ہے:

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام	سن وفات	تعداد مرویات
1	مصنف عبد الرزاق	امام عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی رحمہ اللہ	211ھ	1
2	طبقات ابن سعد	امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ	230ھ	2
3	مسند ابی عوانہ	امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی رحمہ اللہ	230ھ	3
4	مسند احمد	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل البغدادی رحمہ اللہ	241ھ	5
5	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ	256ھ	5
6	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ	261ھ	2
7	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث رحمہ اللہ	275ھ	4
8	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ	279ھ	2
9	فتوح البلدان	امام ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری رحمہ اللہ	279ھ	1
10	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ	303ھ	1
11	المنتقیٰ	مام ابو محمد عبد اللہ بن علی بن الجارود النیسابوری رحمہ اللہ	307ھ	1
12	تاریخ الامم والملوک	امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری رحمہ اللہ	310ھ	1
13	مشکل الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی رحمہ اللہ	321ھ	1
14	سنن الطحاوی	امام ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی رحمہ اللہ	321ھ	1
15	سنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ	458ھ	6

نوٹ:

یہ کل 36 مقامات ہیں۔ ان 36 مقامات میں سے

☼ 11 روایات وہ ہیں جن کی سند میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نہیں ہے۔

☼ 25 روایات وہ ہیں جن کی سند میں امام زہری رحمہ اللہ موجود ہیں۔

مزید یہ کہ امام زہری کی سند سے مروی 25 روایات میں سے

☼ 9 روایات وہ ہیں جن میں غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ، وَجَدَتْ کے الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہی ان روایات میں ناراضگی کا کوئی تذکرہ ہے۔

☼ 16 روایات وہ ہیں جن میں "وَجَدَتْ، غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ" کے الفاظ منقول ہیں، اور ان 16 مقامات میں "وَجَدَتْ، غَضِبَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ" کے کلمات بھی قال کے بعد ہیں یعنی "وَجَدَتْ، لَمْ تَتَكَلَّمْ غَضِبَتْ" یہ امام زہری رحمہ اللہ کا مقولہ بن رہے ہیں، امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی ناقل نہیں ہیں۔ تو یہ کلمات امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج (ذاتی تبصرہ) ہیں۔

فائدہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی تھیں ان کی آپس میں کوئی ناراضگی نہیں تھی، تاہم پھر بھی کوئی اس عدم تکلم کو ناراضگی نہ سمجھ لے اس خدشہ کے پیش نظر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان کو راضی کیا، اس رضامندی پر کئی شواہد موجود ہیں۔

1: رضامندی کی روایت:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عن الشَّعْبِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا مَرِضَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا فَاطِمَةُ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكِ فَقَالَتْ أَتُحِبُّ أَنْ آذَنَ لَهُ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَتْ لَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَتَرَضَّاهَا وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ الدَّارَ وَالْمَالَ وَالأَهْلَ وَالْعَشِيرَةَ إِلاَّ لاِبْتِغَاءِ مَرْضَاةِ اللّٰهِ وَمَرْضَاةِ رَسُولِهِ وَمَرْضَاتِكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ثُمَّ تَرَضَّاهَا حَتَّى رَضِيَتْ.

السنن الکبریٰ للبیہقی: رقم الحدیث 13113

ترجمہ: حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہ بیمار ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ کے پاس آئے۔ انہوں نے اجازت چاہی تو حضرت علی نے کہا ابو بکر دروازہ پر ہیں اگر تم چاہو تو ان کی اجازت دے دو۔ حضرت فاطمہ نے کہا کہ تم (علی) اس کو محبوب رکھتے ہو۔ علی نے فرمایا۔ ہاں پس حضرت ابو بکر داخل ہوئے اور فاطمہ حضرت ابو بکر سے راضی ہو گئیں۔

2: زوجہ صدیق کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرنا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی للہ عنہا کو جناب سیدہ کی خدمت کے لئے مقرر کیا تھا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سیدہ کی تیمارداری کی تمام خدمات انجام دی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے قریب انہیں غسل دینے، کفن پہنانے اور جنازہ تیار کرنے کی وصیت بھی فرمائی تھی۔

چنانچہ امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَوْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَتْ أَنْ يُغَسِّلَهَا زَوْجُهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَغَسَّلَهَا هُوَ وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ.

السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم الحدیث:6906

ترجمہ: حضرت اسماء بنت عمیس رضی للہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی انہیں ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں۔ چنانچہ حضرت علی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے سیدہ کو غسل دیا۔

فائدہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غسل دینے میں صرف اتنے شریک تھے کہ پانی وغیرہ کا انتظام انہوں نے فرمایا۔

اعتراض 11:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نہیں پڑھا۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ طبقات ابنِ سعد میں امام شعبی و امام نخعی رحمہما اللہ سے دو روایتیں مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کی امامت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے فرمائی۔

[1]: امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِیِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ صَلّٰی عَلَیْهَا اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص19

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔

[2]: امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ صَلّٰی اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ وَ کَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص19

ترجمہ: حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

ان روایات سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صرف نماز جنازہ میں شریک ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ امام بننا بھی ثابت ہوتا ہے۔ باقی یہ کہنا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنازہ میں شریک نہیں ہوئے یہ بات نقل کے بھی خلاف ہے اور عقل کے بھی۔

نقل کے خلاف تو اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خاندان سے زیادہ خیال رکھنا، ان کی ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرنا، آپ کی اہلیہ کا مسلسل خاتون جنت کی عیادت کرنا، غسل تجہیز و تکفین میں شریک ہونا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ کا امام بننا معتبر روایات سے ثابت ہے۔

اور عقل کے اس لئے خلاف ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بندہ خاتون جنت سے اس حد تک عقیدت رکھتا ہو بوقت وفات ان کی اہلیہ بھی وہاں موجود ہو اور پھر جنازہ میں شرکت نہ ہو۔

فائدہ: مسلم شریف کی روایت کے مطابق نماز جنازہ کی امامت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

چنانچہ امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

صَلّٰی عَلَیْهَا عَلِیٌّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ.

صحیح مسلم: ج2 ص91

ایک قول کے مطابق نماز جنازہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

چنانچہ امام ولی الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب التبریزی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: بعد 740ھ) نقل کرتے ہیں:

صَلّٰی عَلَیْھَا الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ

اکمال فی اسماء الرجال: ص 213

اعتراض 12:

بعض احادیث میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنازہ کی خبر نہیں دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی آپس میں کوئی رنجش تھی۔

جواب نمبر 1:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیماری کے ایام، رحلت اور غسل وغیرہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا شریک تھیں، ممکن ہے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے حضرت ابو بکر کو خبر نہ دی ہو کہ آپ کی اہلیہ خود بتادے گی۔

جواب نمبر 2:

اس خبر نہ دینے کی وجہ ناراضگی نہیں بلکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وہ وصیت تھی جس سے آپ کی شرم وحیا واضح طور پہ نظر آتی ہے وہ یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کے وقت ادا کرنا اور میری وفات کی اطلاع لوگوں کو نہ کرنا تاکہ جس چارپائی پر میرا جنازہ ہو اس پر بھی کسی کی نگاہ نہ پڑے، اس لئے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھی خبر نہ کی۔

جواب نمبر 3:

نماز جنازہ ادا کرنا فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں، اس لئے نہ تو اس کی ہر کسی کو خبر دینا ضروری ہے اور نہ ہی ہر مسلمان کی شرکت ضروری ہے۔

الحاصل: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں کرنا جو خلاف حقیقت ہوں یا ان کی آپس میں ناراضگی کے افسانے بیان کرنا اھل السنۃ والجماعۃ کا شعار نہیں۔

فائدہ:

ایک حبشی مرد یا حبشی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک رات وہ فوت ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے بغیر اسے دفن کر دیا۔ اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو آپ کو اطلاع دی گئی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی: 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوا: مَاتَ. قَالَ: أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ؟ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ أَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَأَتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:458

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی مرد یا حبشی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ اس کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھے کیوں نہ بتایا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو کسی کی وفات کی اطلاع نہ دی جائے تو یہ کسی رنجش کی دلیل نہیں ہوتی بلکہ مقصود اس شخصیت کے آرام وغیرہ کا خیال ہوتا ہے۔

اعتراض 13:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے 500 احادیث کے مجموعے کو جلا دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو - معاذ اللہ - حجت اور قابلِ اعتبار نہیں سمجھتے تھے۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:748ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: «جَمَعَ أَبِي الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَكَانَ خَمْسَمِائَةِ حَدِيثٍ فَبَاتَ لَيْلَةً يَتَقَلَّبُ كَثِيرًا ... فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: أَيْ بُنَيَّةَ هَلُمِّي الْأَحَادِيثَ الَّتِي عِنْدَكِ فَجِئْتُهُ بِهَا. فَدَعَا بِنَارٍ فَحَرَّقَهَا»

تذکرۃ الحفاظ للذھبی

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو (ایک صحیفے میں) جمع کیا تھا۔ جن کی تعداد پانچ سو تھی۔ انہوں نے ساری رات بے چینی سے گزاری.... جب صبح ہوئی تو مجھ سے فرمایا بیٹی! وہ احادیث کا مجموعہ جو تیرے پاس رکھا ہے میرے پاس لے آ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں وہ لے کر آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آگ منگوائی اور اس مجموعے کو جلا دیا...... الخ

جواب نمبر 1:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ

1: یہ روایت ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

مذکورہ بالا روایت کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم کے حوالے سے مندرجہ ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

حدثني بكر بن محمد الصيرفي بمرو: أنا محمد بن موسى البربري، أنا مفضل بن غسان، أنا علي بن صالح، أنا موسى بن عبد الله بن حسن بن حسن عن أبراهيم بن عمر بن عبيد الله التيمي: حدثني القاسم بن محمد قالت

عائشة....الخ

اس کی سند قابل اعتبار نہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں چار راوی ایسے ہیں جو ضعیف ہیں۔

1: محمد بن موسیٰ بن حماد البربری......اس کے بارے میں امام دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لیس بالقوی۔ یہ روایت کرنے میں مضبوط نہیں کہ اس لیے روایت لینے کے معاملے میں اعتماد کیا جائے۔

سوالات الحاکم للدار قطنی: رقم 221

2: علی بن صالح......اس کے بارے میں امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مستور (مجہول الحال) ہے۔

تقریب التہذیب لابن حجر: ص402

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وعلی بن صالح لایُعرَف۔

کہ علی بن صالح کو (محدثین میں ثقہ اور قابل اعتماد کے طور پر) نہیں پہچانا جاتا۔

کنز العمال لعلی المتقی: ج10 ص286

3: موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن العلوی ......اسے امام بخاری، امام عقیلی اور ذہبی رحمہم اللہ نے مجروح قرار دیا، یعنی وہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

المغنی فی الضعفاء للذھبی: ج2 ص684، لسان المیزان لابن حجر: ج6 ص123

4: ابراہیم بن عمر بن عبید اللہ التیمی.........اس کی توثیق معلوم نہیں ہے۔

نوٹ: امام ابن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ نے امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ کی مذکورہ روایت کو انتہائی غریب قرار دیا ہے۔غریب من ھذاالوجه جدا۔

کنز العمال لعلی المتقی: ج10 ص286

جواب نمبر2:

بالفرض اس روایت کو درست بھی مان لیا جائے تو بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کو حجت نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل کمالِ احتیاط کی بناء پر تھا کہ کہیں غلطی سے اس مجموعہ میں کوئی ایسی بات نہ درج ہو گئی ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1402ھ) واقعہ کو نقل کرنے کے بعد "فائدہ" میں لکھتے ہیں:

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ تو علمی کمال اور شغف تھا کہ انہوں نے پانچ سو (۵۰۰) احادیث کا ایک رسالہ جمع کیا اور اس کے بعد اس کو جلا دینا یہ کمال احتیاط تھا۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا احادیث کے بارے میں احتیاط کا یہی حال تھا۔ اسی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے کم روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔"

حکایاتِ صحابہ: ص135

جواب نمبر3:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کئی مقامات پر احادیث کو بطور استدلال پیش کرنا ثابت ہے۔ چند مقام ذکر کیے جاتے ہیں:

1: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" سے استدلال

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (المتوفی:256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامِ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

صحیح البخاری: رقم الحدیث:4035

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ اور عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، فدک کی آمدنی اور خیبر کے خمس کی میراث کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہم انبیاء کرام کی وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ کر ہم جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر ابو بکر صدیق نے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل مالی کفالت کے بارے میں فرمایا: کہ مذکورہ بالا اموال میں سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کھاتے پیتے رہیں گے۔ اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

2: "الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ" سے استدلال

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج6 ص530

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس دن (جس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہ نامزد کرنے کے لیے سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے تھے، حدیث سے استشہاد کرتے ہوئے) فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ائمہ (یعنی خلفاء) قریش میں سے ہوں گے۔

جواب نمبر4:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو قرآن مجید میں اس کا حل تلاش کرتے، قرآن مجید میں نہ ملتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین میں تلاش کرتے۔ اگر فرامینِ پیغمبر میں بھی اس کا حل نہ ملتا تو اس کے بعد اجتہاد کرتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کو حجت تسلیم کرتے تھے تبھی تو مسئلے کے حل کے احادیث

مبارکہ کی مدد لیتے۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:430ھ) نقل کرتے ہیں:

وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ نَزَلَتْ بِهِ قَضِيَّةٌ لَمْ نَجِدْ لَهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ أَصْلا وَلا فِي السُّنَّةِ أَثَرًا فَقَالَ أَجْتَهِدُ رَأْيِي فَإِنْ يَكُنْ صَوَابًا فَمِنَ اللَّهِ وَإِنْ يَكُنْ خَطَأً فَمِنِّي.

طبقات ابن سعد، ذکر الغار والہجرۃ الی المدینۃ۔

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کو مقدمہ آتا جسے ہم لوگ نہ کتاب اللہ میں پاتے اور نہ ہی سنت میں تو آپ اس کے بارے میں فرماتے کہ میں اس مسئلے میں اپنے اجتہادی ذوق سے فیصلہ کروں گا۔ اگر وہ درست ہوا تو اللہ کی توفیق سے ہے اور اگر خطا پر ہوا تو وہ میری طرف سے ہو گا۔

جواب نمبر5:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کو قبول کرنے کے معاملہ میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ احادیث مبارکہ کو حجت سمجھتے تھے تبھی تو ان کے قبول کرنے میں احتیاط فرماتے تھے۔

چنانچہ امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:748ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ أَوَّلَ مَنِ احْتَاطَ فِي قُبُولِ الْأَخْبَارِ.

تذکرۃ الحفاظ: ج1ص9

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امت میں وہ پہلے انسان ہیں جنہون نے احادیث کے قبول کرنے میں انتہائی احتیاط اختیار فرمائی ہے۔

اعتراض14:

عام طور پر یہ معروف ہے کہ باقی حضرات نے دلیل مانگ کر کلمہ پڑھا ہے جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بغیر دلیل مانگے کلمہ پڑھا ہے۔ (دلیل سے مراد "معجزہ" ہے) مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دلیل مانگی ہے تب کلمہ پڑھا ہے۔ تو یہ روایت بظاہر اس معروف بات کے خلاف ہے۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دلیل کا مطالبہ دو قسم کا ہوتا ہے:

1: ازراہِ محبت

2: ازراہِ مخالفت

دونوں میں فرق ہے۔ مثلاً ایک بچے نے تلاوت کی جو آپ کو پسند آئی۔ آپ نے تلاوت سن کر کہا: "ماشاء اللہ! اس بچے نے کس قاری صاحب سے پڑھا ہے؟" ایک اور بچے نے تلاوت کی جس کے اعراب اور لہجہ صحیح نہیں تھا۔ آپ نے اسے سن کر

کہا: "اس نے کس قاری صاحب سے پڑھا ہے؟" سوال ایک ہی ہے لیکن پہلے سے سوال پوچھنا بطورِ محبت وموافقت کے ہے اور دوسرے سے پوچھنا بطورِ نفرت ومخالفت کے ہے۔

یہاں بھی معاملہ ایسا ہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطور محبت وموافقت کے دلیل مانگی ہے جبکہ باقی لوگوں نے بطور مخالفت کے دلیل مانگی ہے۔ جو دلیل بطور محبت وموافقت کے مانگی جائے اسے "دلیل مانگنا" کہتے ہی نہیں۔ اب دونوں باتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کہ جس روایت میں ہے کہ دلیل مانگی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ "بطور محبت وموافقت" مانگی ہے اور جو معروف بات ہے کہ دلیل نہیں مانگی تو اس سے مراد یہ ہے کہ "بطورِ مخالفت" نہیں مانگی۔ باقی جو مانگی ہے تو اسے "دلیل مانگنا" ہی نہیں کہتے۔

اعتراض 15:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل، تجہیز وتکفین، جنازہ اور تدفین کے مراحل میں شریک نہیں ہوئے تھے بلکہ سقیفہ بنو ساعدہ میں جاکر خلافت کے مسئلہ پر جھگڑتے رہے (معاذ اللہ) حالانکہ خلافت کے امور سلجھانے سے زیادہ اہم کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ اور تدفین تھی۔

جواب:

یہ اعتراض بھی کم علمی یا ضد پر مبنی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے جواب میں چند امور ملحوظ رکھے جائیں:

[1]: صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انتقالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر موجود تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کئی ایک ہدایات ارشاد فرمائیں جن کو تسلیم کیا گیا اور ان پر عمل بھی کیا گیا۔ مثلاً:

☼ وصالِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متحیر اور مضطرب تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقالِ پیغمبر کی تصدیق کی اور اس موقع پر موجود تحیر اور اضطراب کو دور کیا۔

☼ جب غسل دینے کا مرحلہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اقرباء (رشتہ دار) غسل دیں، یہ ان کا حق ہے۔

☼ آپ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ کی کیفیت اور ادائیگی کا طریقہ بیان فرمایا کہ ایک گروہ حجرہ مبارک میں داخل ہو گا، وہاں تکبیر کہے گا، درود پڑھے گا اور واپس آئے گا۔ پھر دوسری جماعت جائے گی اور یہی کام کرے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ عام نماز جنازہ کی طرح نہیں ادا کی جائے گی۔

☼ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کا مرحلہ پیش آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا کہ میں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پیغمبر جس جگہ وفات پاتے ہیں ان کی تدفین وہیں ہوتی ہے۔

ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انتقال، غسل، جنازہ اور تدفین کے وقت وہاں موجود تھے اور مذکورہ ہدایات ارشاد فرماتے رہے اور اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا۔

[2]: مسئلہ خلافت؛ دین کا بہت اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جس پر نفاذِ دین کا مدار ہے۔ نظامِ خلافت کا نفاذ وہ بنیادی چیز تھی جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تھا، یہ کوئی عام اور معمولی کام نہ تھا۔ نیز نظامِ خلافت ہی سے مسلمانوں کا اتحاد قائم رکھا جا سکتا ہے اور دشمنوں کی سازشوں اور حملوں سے سلطنتِ اسلامی کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم جو خلافت کے مسئلہ پر گفتگو کرنے اور خلیفہ کی نامزدگی میں شریک رہے وہ تمام حضرات دین کے ایک اہم اور بنیادی کام میں شریک رہے اور یہ اسلام کا ہی کام تھا۔

[3]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ ہمارے مروجہ طریق پر نہیں تھا بلکہ یہ نماز جنازہ ملائکہ، مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے گروہ در گروہ پڑھا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تعداد اچھی خاصی تھی۔ ان کے جنازہ پڑھنے میں کافی وقت درکار تھا۔ اس وسیع وقت میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جنازہ پڑھ لیا تھا جو سقیفہ بنو ساعدہ میں نامزدگی خلیفہ کے معاملہ پر گفتگو کر رہے تھے اور اسی اثناء میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔

خلاصہ کلام

غسل، تجہیز و تکفین، جنازہ اور تدفین کے مراحل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنفسِ نفیس شریک رہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موقع بہ موقع ہدایات بھی ارشاد فرماتے رہے۔ چونکہ ان امور کے لیے وقت وسیع تھا اس لیے ان امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ مسئلہ خلافت جیسے اہم کام پر بھی گفتگو جاری رہی۔ کسی ایک کام کی وجہ سے دوسرا کام متاثر نہیں ہوا۔